Regd. No. P. 67 WEEKLY BADR

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۷ — شمارہ ۲۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ: سالانہ ۸ روپے، ششماہی ۴ ، ممالک غیر ۱۵ ، فی پرچہ ۱۵ پیسے

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ | ۲۰ احسان ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۲۰ جون ۱۹۶۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۸ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور ۱۰ احسان کو ربوہ سے مری تشریف لے گئے۔ سفر کی کوفت کی وجہ سے حضور کی طبیعت اس روز ناساز رہی۔ ۱۳ احسان کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ربوہ۔ ۱۳ احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت عرصہ سے ناساز چلی آ رہی ہے احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۱۸ احسان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ گلے میں کبھی کبھار درد شروع ہو جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ آپ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

کرونا گاپلی میں گیارہویں آل کیرالہ کانفرنس کا انعقاد

فضائلِ اسلام اور خصوصیاتِ احمدیت پر علماء سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

اسلام کی تبلیغ اور وسیع پیمانہ پر اشاعتِ لٹریچر کا زرّیں موقع

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور اس کی تائید و نصرت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ آج ایک ایسے دور میں داخل ہو گیا ہے جو فتح و کامرانی اور مسرت و شادمانی کا دور ہے۔ اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم دے دیا ہے کہ احمدیت کی عظیم الشان فتح و نصرت کے سامان جلد جلد پیدا کریں۔ چنانچہ گیارہویں آل کیرالہ کانفرنس اور اس سے ملحقہ تبلیغی سرگرمیاں اسی بات کی آئینہ دار ہیں۔

یوں تو جماعت احمدیہ کیرالہ کی طرف سے ہر سال مختلف مقامات پر اس قسم کی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی ہیں لیکن اس دفعہ غیر معمولی طور پر یہ کانفرنس اپنی نرالی شان و شوکت کے ساتھ بمقام کرونا گاپلی مورخہ ۱۱، ۱۲ ہجرت (مئی) کو منعقد ہوئی۔ دس سال قبل محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ کی صدارت میں اسی جگہ ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں گڑبڑ پیدا کرنے کی سازش کرتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں مخالفوں نے ایک جلوس نکالا جسے منتشر کرنے کے لئے پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ لیکن امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی مقام پر اس شان سے یہ کانفرنس منعقد ہوئی کہ تمام مخالفین مرعوب ہو گئے اور سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ کا نظارہ دیکھنے میں آیا۔

مہمانوں کی غیر معمولی کثرت

اس کانفرنس میں شرکت کی غرض سے کالیکٹ، بڈاگرا، کینانور، کوڈالی، کرولائی، پینگاڑی، منگلور، منجیشور، الآل، کمبلہ، موگرال، آئی راپورم، کرولائی، ایرناکلم، منار گھاٹ، پتہ پیریم، چیلاکرہ، الانکور، نیلا مل، کوڈیتھو، کوئیلون اور آودی ناڈو کی جماعتوں کے علاوہ مدراس سٹیٹ کی چار جماعتوں یعنی مدراس، سانان کلم، کوتار اور میلا پالیم کے مندوبین بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے۔

کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے کانفرنس کے انعقاد میں سہولت کی خاطر مختلف قسم کی کمیٹیاں قائم ہوئیں، جن کے ماتحت تمام کام نہایت شاندار اور تسلی بخش طور پر سرانجام پاتے رہے اور اس طرح مہمانوں کے قیام و طعام کا خاطر خواہ بندوبست ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

تاریخوں میں تبدیلی اور تصرف الٰہی

کیرالہ احمدیہ سنٹرل کمیٹی نے کانفرنس کے انعقاد کے لئے ۲۰، ۲۱ اپریل کی تاریخیں تجویز کیں اور کانفرنس کے افتتاح کے لئے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو مدعو کیا۔ مگر آپ کی علالتِ طبع کے باعث یہ تاریخیں دو مرتبہ ملتوی کرنی پڑیں لیکن بعد میں تاریخوں کی تبدیلی بھی منشاء الٰہی اور اس کی حکمت ثابت ہوئی۔ کیونکہ دونوں دفعہ یعنی ۲۰، ۲۱ اور پھر ۲۷، ۲۸ اپریل کو کرونا گاپلی میں نہایت بھیانک اور موسلا دھار بارشیں ہوئیں۔ اگر پہلی مجوزہ تاریخوں میں ہی کانفرنس منعقد ہوتی تو زوردار بارش اور Electricity کے فیل ہو جانے سے ہماری کانفرنس ناتمام رہ جاتی اور اس طرح شماتتِ اعداء کا باعث بنتی خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق مذکورہ تاریخوں میں کانفرنس کے منعقد ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوئی اور نہایت خوشگوار موسم میں پوری شان و شوکت کے ساتھ دیگر تاریخوں میں یہ اجلاس منعقد ہوئے۔

پریس میں ذکر

کانفرنس کے انعقاد سے بہت دن پہلے سے ہی یہاں کے ملیالم اخباروں میں اس کے متعلق چرچے شروع ہوئے۔ اور استقبالیہ کمیٹی کے صدر مکرم محمد صالح صاحب کی طرف سے مختلف عنوانات کے تحت جماعتی تعارف اور کانفرنس کی اغراض پر مشتمل اعلانات و بیانات شائع ہوتے رہے۔ (باقی صفحہ ۹ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی (یعنی ۶، ۷، ۸ جنوری ۱۹۶۹ء) رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پراونشل امراء کرام و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے۔ اور احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش (یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء) کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پرنٹر و پبلشر ملک صلاح الدین ایم اے کے زیر اہتمام دھاما آرٹ پریس امرتسر میں چھپ کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع ہوا۔ پتہ پرنٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

افسوس

مکرم قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش قادیان وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیان ۵ ا احسان۔ بالآخر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور ہمارے درویش بھائی مکرم قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش ایک سال کی طویل اور صبر آزما علالت کے بعد آج صبح ۲½ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو جگر کے کینسر کا شدید اور خطرناک حملہ ہوا اور ہر چند علاج معالجہ کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ آپ نے اس لمبی بیماری کو بڑے صبر کے ساتھ گذارا۔

تجہیز و تکفین کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل نے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی درویش احباب بڑی کثرت کے ساتھ شریک ہوئے۔ چونکہ مرحوم موصی تھے اس لئے نماز کے بعد جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا اور قطعہ نمبر ۹ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہو جانے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرائی۔

مرحوم تقسیم ملک کے وقت سلسلہ کی خدمت کے جذبہ سے پُر آشوب حالات میں جماعت کے دائمی مرکز قادیان میں مقیم رہے۔ اور اس وقت کی جو خدمت بھی افسران کی طرف سے ان کے سپرد کی گئی بڑی جوانمردی اور بشاشت قلبی سے ادا کی۔ اس کے بعد اپنی جوانی کا وقت سلسلہ کی خدمت میں گزارا۔ زمانہ درویشی ہی میں مکرم ماسٹر قریشی حبیب احمد صاحب آف بریلی کی دختر سے ان کی شادی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دس بچے عطا فرمائے۔ درویشی کے ابتدائی ایام میں کچھ عرصہ احمدیہ شفاخانہ میں کام کرتے رہے اس کے بعد باقاعدہ طور پر صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ مرحوم آٹھ دس ماہ سے بیمار چلے آ رہے تھے پیٹ میں تکلیف بتاتے رہے بعد میں یرقان کا شبہ ہوا۔ امرتسر کے ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ابتداء میں ڈاکٹر آر۔ پی ملہوترہ صاحب پروفیسر آف میڈیسن امرتسر کا علاج شروع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی توجہ اور ہمدردی سے علاج کیا اور ہر طرح کا خیال رکھا۔ تین چار ہفتہ ہسپتال میں زیر علاج رہنے اور کسی قدر افاقہ محسوس ہونے پر آخر دسمبر ۱۹۶۴ء میں قادیان آ گئے مگر چند روز بعد پھر تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی۔ اس لئے دوبارہ امرتسر لے گئے۔ جہاں ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ ماہر ڈاکٹروں کے مشورہ کے بعد علاج کے لئے اپریشن تجویز کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر ڈاکٹر بلونت سنگھ صاحب پروفیسر آف سرجری کے زیر علاج رہے ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی بڑی ہمدردی اور توجہ سے علاج کیا۔ مورخہ ۲۳ امان کو اپریشن ہوا۔ پیٹ کھولنے کے بعد ڈاکٹروں کو علم ہوا کہ مریض کو جگر کا کینسر ہے اور کینسر بھی تشویشناک حالت کو پہنچ چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید کوئی علاج سُودمند نہیں چنانچہ انہوں نے پیٹ میں نالی لگا کر زخم سی دیا۔ اور تیمارداروں کو مریض کی تشویشناک حالت کا پتہ دے دیا۔ پانچ چھ روز ہسپتال میں رکھ کر قادیان جانے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہاں رکھ کر مریض کا علاج ڈاکٹروں کے نزدیک ممکن نہ تھا اور قادیان میں امرتسر ہسپتال کی نسبت مریض کو زیادہ آرام تھا۔ اس خیال سے کہ مریض اور لواحقین کو مرض کی حقیقت معلوم ہونے پر طبعاً رنج ہوگا اور تشویش پھیلے گی اسلئے مصلحتاً اس حقیقت کو اُن سے پردہ اخفاء میں رکھا گیا۔ اور قادیان میں بہتر سے بہتر ممکن علاج معالجہ جاری رہا۔ مقامی احمدی اور غیر مسلم ڈاکٹروں سے وقتاً فوقتاً مشورہ کیا جاتا رہا اور وقتی ریلیف کی ادویہ دی جاتی رہیں۔

مرحوم کے والد مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور دیگر رشتہ دار پاکستان میں ہیں، اس خطرناک بیماری کی خبر سن کر بہت ملول ہوئے اور دُور بیٹھے اپنے بچے کے لئے تڑپتے رہے۔ ہر چند پاسپورٹ پر آنے کی کوشش کی مگر آخری وقت تک اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ بایں ہمہ بذریعہ ڈاک مرحوم کی بیماری کی اطلاعات باقاعدہ طور پر اُن تک پہنچائی جاتی رہیں۔ مرحوم کے خسر مکرم قریشی حبیب احمد صاحب آف بریلی اور دیگر رشتہ دار بریلی اور شاہجہانپور سے بھی عیادت کے لئے آتے رہے۔ مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب آف شاہجہانپور نے بھی خود آکر معائنہ کیا۔ مقامی طور پر حضرت امیر صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خاص توجہ اور شفقت کے ساتھ سلسلہ کے خرچ پر ہر ممکن علاج معالجہ کرانے اور ہر ممکن سہولت اور آرام پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس تشویشناک لمبی بیماری میں مرحوم نے غیر معمولی صبر اور رضا کا نمونہ دکھایا اور جب تک ہوش بجا رہی اور ضعف و ناتوانی نے غلبہ نہیں پایا۔ چہرے پر مایوسی یا ملال کے آثار مطلق دیکھے نہیں گئے۔ بلکہ بڑی بہادری کے ساتھ مرض کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس عرصہ میں مرحوم کی اہلیہ اور بچوں نے بھی خدمت کا حق ادا کیا۔ اور خود بھی صبر کے اعلیٰ نمونہ پر قائم رہے مقامی رشتہ داروں میں سے مرحوم کے ماموں مکرم گیانی عبداللطیف صاحب اور ہم زلف مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ربڈ نیوٹیکنیک نے خاص طور پر خدمت کی اور ہمدردی اور رشتہ داری کا حق ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مقامی درویش احباب میں سے مکرم حکیم بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری ذاتی طور پر دن رات متعدد بار مرحوم کی دیکھ بھال کرتے اور علاج معالجہ کا مناسب انتظام و اہتمام کرتے رہے۔ اسی طرح مکرم عطاءالرحمن صاحب عباسی اور بہت سے درویش بھائیوں نے پوری ہمدردی کے ساتھ قابل قدر خدمت کی ایک مرحلہ پر ہسپتال میں مرحوم کو خون دیئے جانے کا خیال پیدا ہوا تو مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نے اپنا خون دے دیا مگر بعد میں اسلم صاحب کو چڑھایا نہیں گیا۔ کیونکہ ڈاکٹری فیصلہ کے مطابق مرحوم کی بیماری کی حالت ایسی نہ تھی۔ جتنا عرصہ اسلم صاحب امرتسر ہسپتال میں داخل رہے مکرم سید منظور احمد صاحب عاجز درویش نے وہاں رہ کر تیمارداری کی خدمت کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مورخہ ۱۲ احسان کو محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی دو دن کے لئے مرکز میں تشریف لائے تھے محترم موصوف نے مریض اور ان کے اہل و عیال کا خاص خیال رکھا۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

ان سب خدمات اور علاج معالجہ کے سلسلہ میں ہر طرح کی تگ و دو کے باوجود بالآخر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور ہمارے یہ درویش بھائی عالم جوانی میں اپنے پیچھے دس چھوٹے چھوٹے بچوں اور بیوہ کو اپنی یادگار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ سنجیدہ مزاج ہنس مکھ۔ ذمہ داری کا احساس رکھنے والے غمخوار دوست مصائب و مشکلات پر ہر طرح صبر و استقلال دکھانے والے سلسلہ کی طرف سے جس ڈیوٹی پر لگائے گئے خوب محنت اور تندہی سے کام کیا اور خدمت خواہ کیسی بھی ہو اس سے کبھی جی نہیں چرایا۔ مرحوم کثیر العیال تھے اقتصادی حالت کوئی اچھی نہ رکھتے تھے اس کے باوجود بڑے صبر و شکر کے ساتھ گذر اوقات کرتے رہے تنگی حالات کا کبھی کسی کے سامنے شکوہ نہیں کیا۔ تقدیر کے ساتھ ساتھ تدبیر کے بہت زیادہ حامی تھے۔ اس لئے اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی مفوضہ ڈیوٹی کے علاوہ زائد وقت میں کبھی کوئی اور کبھی کوئی تدبیر کرتے لیکن شاید قدرت کو یہی منظور رکھا کہ اسی کشمکش میں صبر و رضا کا نمونہ پیش کرتے چلے جائیں۔ سو الحمد للہ کہ وہ اپنے اس مقصد کو پا گئے۔ رضی اللہ عنہ وانمی اللہ درجاتہ فی الجنۃ۔

صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کے سلسلہ میں زیادہ عرصہ دفتر بیت المال میں خدمت کی۔ آخری ایام میں دفتر بدر میں بطور منیجر لگائے گئے باوجودیکہ اس نئی ڈیوٹی کے ساتھ غیر معمولی اُنس رکھتے تھے اور اس قومی آرگن کو زیادہ ترقی دینے کے شدید خواہشمند تھے۔ مگر صحت نے ساتھ نہ دیا۔ اور کوئی بھی عملی قدم اس سلسلہ میں اُٹھا نہ سکے۔ مرحوم کا یکدم شدید طویل علالت کی وجہ سے دفتر منیجر اخبار بدر کا کام بھی کافی متاثر ہوا۔

مرحوم کی اولاد میں سے بڑا لڑکا عزیز

(باقی صفحہ ۶ پر)

خطبہ جمعہ

ہمارا سالانہ جلسہ ہزاروں برکتیں اپنے دامن میں رکھتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن مقاصد کیلئے یہ جلسہ مقرر فرمایا انہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے

پوری توجہ پوری تدبیر اور ہر وقت کی دعاؤں کے ساتھ جلسہ سالانہ کی برکات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵ صلح ۱۳۴۷ ہش مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۸ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہمارا سالانہ جلسہ

ہزاروں برکتیں اپنے دامن میں لئے آگیا ہے۔ یہ اجتماع جماعت پر بہت سی ذمہ داریاں عاید کرتا ہے پہلی تو یہ کہ خلوص نیت کے ساتھ اس اجتماع میں شمولیت اختیار کرنی چاہیئے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کہ عمل صالح کے لئے یہ ضروری ہے کہ نیت بھی خالص ہو۔ اور اس میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ اگر بدنیتی سے اور فساد کی غرض سے ایسا کام کیا جائے گا جو بظاہر دنیا کی نگاہ میں عمل صالح ہو تو وہ عمل اللہ کی نگاہ میں عمل صالح نہیں ہوتا۔ پس اس جلسہ میں شمولیت کے لئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری نیتیں پاک ہوں۔ اور ان میں کسی قسم کا کوئی فساد نہ ہو

کس نیت کے ساتھ اس جلسہ میں شمولیت اختیار کرنی چاہیئے؟

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ (جلسہ کی تاریخ پر) اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سننے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّ شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد و منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

(اشتہار مشمولہ آسمانی فیصلہ مطبوعہ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۵ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

اسی طرح آپ نے فرمایا:-

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں .... اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء بحوالہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

یہ دو اقتباسات جو اس وقت میں نے آپ دوستوں کو سنائے ہیں ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل باتوں کا ذکر کیا ہے

(۱) ایک یہ کہ یہ جلسہ معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں جیسی طرح میلے ہوتے ہیں یا دوسرے اجتماع ہوتے ہیں۔ اس قسم کا یہ جلسہ نہیں ہے اس لئے جو غرض اس جلسہ کے انعقاد کی ہے اس سے کبھی غافل نہ رہیں۔ اور اس کے حصول کے لئے حتی الوسع انتہائی کوشش کرتے رہیں۔ پس یہ معمولی جلسہ نہیں ہے یہ تو ایک روحانی اجتماع ہے اور اس روحانی اجتماع میں، اللہ تعالے کے فضل سے جو روحانی فضا پیدا ہوتی ہے ایک تو اس میں کسی قسم کا انتشار پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سے بچتے رہنا چاہیئے۔ اور دوسرے اس روحانی فضا سے جس قدر برکات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۲) دوسری بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

دوست محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے شرکت کریں

اس چھوٹے سے فقرہ میں بڑی حکمت کی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کی ہے اور وہ یہ جلسہ میں شمولیت کی غرض یہ نہ ہو کہ فلاں کی یا فلاں کی باتیں سننی ہیں۔ غرض یہ ہو کہ ہم نے ربانی باتیں سننے کے لئے یہاں جمع ہونا ہے تو جہاں بعض افراد اور لسانوں کا تعلق تھا ان کو ہمارے ذہنوں سے اس فقرہ نے محو کر دیا۔ اور صرف یہ بات حاضر رہی کہ ہم نے خدا کے لئے جمع ہونا ہے تاہم خدا کی باتیں اس اجتماع میں سنیں خواہ وہ کسی منہ سے نکلیں۔ اس سے یہ ذمہ داری بھی ہم پر عاید ہوتی ہے کہ جو دوست جلسہ میں شمولیت کے لئے باہر سے تشریف لائیں یا وہ مقامی دوست جو جلسہ میں کسی کام پر کسی فرض کو ادا نہ کر رہے ہوں وہ

اپنا وقت ضائع نہ کریں

بلکہ تقاریر کے پروگرام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور یہ ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے کہ جلسہ گاہ میں نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھیں۔ اور نہایت غور کے ساتھ تقاریر کو سنیں تاکہ وہ ربانی باتیں دل اور دماغ میں اتر جائیں جو اس پروگرام کے ماتحت اس جلسہ میں بیان کی جائیں۔ بعض دوست اپنی غفلت یا لاپرواہی کی وجہ سے جلسہ کی تقاریر کے پروگرام میں پوری توجہ سے اور شوق سے شامل نہیں ہوتے بلکہ ایک حصہ ادھر ادھر ضائع کر دیتے ہیں۔ سارے وقت کے پروگرام میں شامل نہیں رہتے۔ سوائے ضروری حاجت کے جس کے لئے انسان کو بہرحال اٹھنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایک منٹ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم جلسہ گاہ میں نہ گزاریں۔ مجھے علم ہے کہ بعض دوست پروگرام دیکھ کر یہ فیصلہ کرتے ہیں اپنے دل میں کہ فلاں کی تقریر ہم نے ضرور سننی ہے۔ اور فلاں کی ہم نے ضرور سننی ہے۔ چار پانچ تقاریر کے متعلق وہ فیصلہ کر لیتے ہیں اور باقی تقاریر میں کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے حالانکہ ان کو بتایا یہ گیا تھا کہ

ربانی باتیں سننے کے لئے

یہاں جمع ہوں۔ لیکن وہ ربانی باتوں کو اہمیت دینے کی بجائے ان ربانی باتوں کو اہمیت دیتے ہیں جو کسی خاص آدمی کی زبان سے نکلیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو اس لئے جمع نہیں کیا۔ اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہوتے ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ ان شرائط کی پابندی کریں جو شرائط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ پر عاید کی ہیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو بہت سی

برکات سے محروم

ہو جائیں گے

(۳) تیسری بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی کہ اس اجتماع میں اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کے بہترین مواقع ملتے ہیں۔ ان دعاؤں میں شریک ہونے اور ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کی نیت سے اس اجتماع میں شامل ہونا چاہیئے۔ اس لئے جو باہر سے آتے ہیں اور جو یہاں رہتے ہیں اور خدمت پر اس وقت لگے ہوئے نہیں ہوتے ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان

دعاؤں کے مواقع کو ضائع نہ کریں

اختتامی دعا جلسہ کے ایام میں تو اختتام کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ پھر جلسہ جب ختم ہوتا ہے اس وقت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض دفعہ ایسے مواقع میسر آ جاتے ہیں جب اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔ ایک حصہ زائرین کا اور کچھ یہاں رہنے والوں کا بھی صبح تہجد کے وقت اکٹھے نوافل ادا کر کے اجتماعی دعا کا موقعہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایسا موقعہ تو نہیں جس کے متعلق میں کہوں کہ سب اس میں شامل ہوں کیونکہ سب کی شمولیت کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ یہ مسجد بھی چھوٹی سی ہے بہرحال جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے اور وہ اس میں شامل ہو سکیں انہیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

انفرادی طور پر بھی ہر وقت دعا

کرتے رہنا چاہیئے۔ خاص توجہ اور انہماک کے ساتھ۔ نہ یادہ تر ان ایام کے سب اوقات دعاؤں سے معمور ہونے چاہئیں۔ کوئی ایسا لمحہ بھی نہیں ہونا چاہیئے ان ایام میں جو دعا سے خالی اور اللہ تعالیٰ کی برکت سے خالی ہو۔

(۴) چوتھی بات جماعت کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمائی کہ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے کچھ نہ کچھ تو دنیوی حرج کرنا پڑتے ہیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کسی قسم کا کوئی حرج بھی آپ نہ کریں اور پھر اس میں شامل ہو جائیں باہر سے آنے والے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ اپنی رخصتیں خرچ کرتے ہیں۔ اپنی تجارتوں کو چھوڑ کے

اس جلسہ کی برکات میں حصہ لینے کیلئے

اس میں جمع ہوتے ہیں جو یہاں کے رہنے والے ہیں وہ جلسہ کے لئے اپنے چوبیس گھنٹے وقف کرتے ہیں (تقریباً سارے)۔ تیجہ جو نہیں کرتے انہیں اس خیال سے ترساں رہنا چاہیئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول نہ لینے والے ہوں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ کچھ نہ کچھ تمہیں حرج تو کرنا پڑے گا۔ کچھ تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ کچھ مال خرچ کرنا پڑے گا۔ کچھ عادتوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ لیکن خدا کے لئے اور ربانی باتوں کو سننے کیلئے تمہیں

ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے

بڑے مخلص امیر اور بڑے مخلص غریب اس جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ مجھے خود ذاتی طور پر ایسے دوستوں کا علم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیوی اموال بھی کثرت سے دئے ہیں لیکن جلسہ کے ایام میں ان کے سارے خاندان کو ایک غسل خانہ مل جائے جس میں پرالی بچھی ہو تو ان کے دل خدا کی حمد سے بھر جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہائش کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اور یہ ایسی مثالیں ہیں کہ غیر تو ان کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ خیال کریں گے کہ شاید لونی یا تیرا نا رہتے ہیں۔ لیکن جلسہ پر آئیں اور دیکھیں تو ان کو پتہ لگے کہ کس خالص نیت اور کس پاک دل کے ساتھ یہ لوگ اس جلسہ میں شرکت کرتے ہیں

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے اگر باہر کی جماعتوں تک میری آواز پہونچ جائے یا جن کو پہلے بھی اس بات کا علم ہو یا یاد دہانی کرائی گئی ہو وہ ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پروا نہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شامل ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کریں۔ اور اپنے لئے برکات کے سامان پیدا کریں

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اقتباسات میں پانچویں بات ہمیں یہ بتائی ہے کہ عارضی فائدہ اس جلسہ سالانہ کا یہ بھی ہے کہ

باہمی ملاقات کے مواقع

میسر آتے ہیں چاروں طرف سے (صرف ہمارے ملک کے چاروں اطراف سے ہی نہیں بلکہ دنیا کی چاروں اطراف سے) لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں کہیں سے کم کہیں سے زیادہ۔ تو مواقع میسر آتے ہیں اس بات کے کہ آپس میں ملیں تبادلہ خیال کریں۔ محبت و پیار کا اظہار کریں اور ہم اخوت و محبت کے جو جذبات ایک دوسرے کے لئے اپنے دل میں رکھتے ہیں ان میں زیادتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے ہم پہلے سے زیادہ وارث بنیں۔ اور اس طرح رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ لیکن صرف کہنے سے بھائی بھائی تو نہیں بنتے جب تک ایسے مواقع میسر نہ آئیں جب وہ بھائی بھائی کی طرح آپس میں مل رہے ہوں۔ اور بھائی بھائی کی طرح اپنے نفسوں کی چھوٹی چھوٹی عادتوں کو قربان کر کے دوسروں کے آرام کا اور سکون کا اور راحت کا انتظام کر رہے ہوں۔ تو یہ ایک عارضی فائدہ بھی ہے جو اس جلسہ سے اٹھایا جانا چاہیئے۔

(۶) چھٹی بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ جو دوست اس عرصہ میں اس دارِ فانی سے گزر چکے ہوں ان کے لئے دعائے مغفرت اور خصوصاً موصی صاحبان کے لئے

دعائے مغفرت کا موقع

ہے۔ اسی وجہ سے کثرت سے دوست بہشتی مقبرہ جاتے ہیں اور بچھڑے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں لیکن جن کو اس طرف پہلے خیال نہیں آیا ان کو اب میں متوجہ کرتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں کچھ وقتوں کو اس غرض کیلئے بھی فارغ رکھیں کہ وہ بہشتی مقبرہ میں جائیں اور وہاں ان موصی اور موصیات کے لئے دعا کریں جو اس دنیا کو اس عرصہ میں چھوڑ چکے ہیں۔ جدا ہو گئے ہیں اپنے رب کے حضور پہنچ چکے ہیں

(۷) ساتویں بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمائی کہ یہی فوائد اس جلسہ کے نہیں جو میں نے یہاں بیان کئے ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ

بہت سے روحانی فوائد ایسے ہیں

جن کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو اس وقت ہمارے فائدے کے نہیں لیکن آئندہ ان سے استفادہ ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر وہ ظاہر ہوں گے۔ اور روحانی فوائد اور منافع بڑی کثرت سے ہیں۔ یعنی صرف یہی چند ایک نہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ (اس کی دلیل آپ نے یہ دی) یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔

تو جس اجتماع کی بنیاد خالص تائیدِ حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر ہو اس میں دو ایک یا پانچ سات نہیں بلکہ بے شمار روحانی فوائد ہوتے ہیں۔ اور ہر روحانی فائدہ سے استفادہ کرنا مومن کا فرض ہے۔ اور

(۸) آٹھویں بات ان دو اقتباسات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی ہے اپنے متعلق (اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں خلیفۂ وقت، امامِ وقت کا بھی فرض ہے جو اسے یاد دلایا گیا ہے۔ نیز جماعت کو بھی بتایا گیا ہے کہ ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ خلیفۂ وقت کا فرض ہوگا کہ احبابِ جماعت کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت جلّ شانہٗ کوشش کرے"

تو ان ایام میں امامِ وقت خاص طور پر یہ دعائیں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کی خشکی اور اجنبیت کو دور کرے اور ان کی اخوت اور محبت کو زیادہ کرے اور بشاشتِ ایمانی ہر آن اور ہر وقت بڑھتی چلی جائے اور نفاق کا کوئی پہلو بھی ان کے اندر باقی نہ رہے اور جو منافق ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

تو یہ آٹھ باتیں ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو چھوٹے سے اقتباسات میں کیا ہے۔ جن کی طرف میں اپنے دوستوں کو توجہ دلا رہا ہوں

اس کے علاوہ جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ جلسہ کے ایام میں ربوہ میں فحش کلامی سے پرہیز کیا جائے۔ کسی قسم کی فحش کلامی اس موقع پر خصوصاً جائز نہیں۔ کبھی بھی جائز نہیں لیکن اجتماع کے موقع پر خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ گاؤں میں رہنے والے بہت سے دیہاتی بہت تو سب گھر ہیں ان کی زبانیں پاک اور صاف ہوتی ہیں۔ اور کوئی گندی بات ان کی یا ان کے بچوں کی زبان پر نہیں آتی۔ یہی حال شہر میں بسنے والے احمدیوں کا ہے۔ لیکن ایک طبقہ جس کی صحیح تربیت نہیں ہوتی کیونکہ ہم تو ہمیشہ بڑھنے والی قوم ہیں نئے آدمی داخل ہوتے رہتے ہیں ایک وقت تک ان کی پوری تربیت ابھی نہیں ہوئی ہوتی۔ ان کو

گند بولنے کی عادت

پڑی ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ ہی جاتی ہے۔ اس عادت کو دور کرنے کا یہ بڑا اچھا موقع ہے۔ خاص طور پر وہ خیال رکھیں کہ ان کی زبانیں اور ان کے رشتہ دار دل اور بچوں کی زبانیں پاک رہیں۔ تا سارا سال ہی یہ عادت ان کی قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں

ایسے اجتماعوں پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ اختلاف ہو جاتا ہے مگر کسی قسم کا جدال نہیں ہونا چاہیئے۔ لڑائی جھگڑے سے پورا پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اگر جائز یا ناجائز بات کوئی ایسی دیکھیں جس سے طبیعت میں اشتعال پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو اپنے نفسوں پر قابو رکھیں۔ چھوٹی چھوٹی قربانیاں دے کر اپنی عادت کی یا نفس کے جوش کی، ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر لیں تو اس سے زیادہ سستا سودا اور کیا ہو سکتا ہے

میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے میں بہت چھوٹا تھا اس وقت۔ لیکن ابھی تک وہ واقعہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ میں مسجد اقصیٰ میں عشا کی نماز کے لئے جایا کرتا تھا کیونکہ عشاء کی نماز مسجد مبارک میں بہت دیر سے ہوتی تھی۔ اور میں مدرسہ احمدیہ میں نیا نیا داخل ہوا تھا۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینے اور نیند پوری لینے کی خاطر حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے فرماتی تھیں کہ تم مسجد اقصیٰ میں جا کر نماز پڑھ آیا کرو۔ وہ لمبی سیڑھیاں (آپ میں سے بہت سے تو جانتے نہیں) یعنی مسجد مبارک کی وہ سیڑھیاں جو اس دروازہ کے ساتھ ہیں جو دارِ مسیح کے اندر جانے والا دروازہ ہے، وہاں سے میں اترتا وہ گلی بڑی اندھیری تھی۔ اب تو شاید وہاں بجلی لگ گئی ہوگی۔ اس زمانہ میں بجلی نہیں تھی۔ ایک دن میں نیچے اترا نماز کے لئے، تو عین اس وقت مدرسہ احمدیہ کے طلبا کی لائن نماز کے لئے جا رہی تھی۔ اور اندھیرا تھا۔ خیر۔ میں لائن میں شامل ہو گیا لیکن اس اندھیرے میں کچھ پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ میرا پاؤں اس طالب علم کے سلیپر پر پڑ گیا جو آگے تھا۔ اس وقت تو اس نے صبر کیا لیکن اس کے چند سیکنڈ بعد دوبارہ میرا پاؤں اس کے سلیپر پر لگا اور وہ سمجھا کہ کوئی لڑکا اس سے شرارت کر رہا ہے وہ پیچھے مڑا اور ایک چپیڑ مجھے لگا دی۔ اس کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ کسے میں چپیڑ لگا رہا ہوں اور

کیوں لگا رہا ہوں۔ مجھے خیال آیا کہ اگر میں اس کے سامنے ہو گیا تو اس کو بہرحال شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اس خیال سے میں ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور جب پندرہ بیس بیچے وہاں سے گزر گئے تب میں دوبارہ رسس لائن میں داخل ہو گیا۔ تا کہ اس کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

ہے تو ذرا سی بات لیکن

باہمی مودّت اور اخوّت اور پیار

کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض احمدی جھگڑتے ہیں اور انہیں ذہنی کوفت اٹھانی پڑتی ہے۔ مجھے اور دوسرے ذمہ دار آدمیوں کو کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے ہمیں کوفت پہنچی کر بھی گنہگار بنتے ہیں اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ گناہ کیوں سہیڑتے ہیں؟؟! اگر ان باتوں کا خیال رکھیں تو آپ کا کوئی نقصان نہیں لیکن آپ کو فائدہ بڑا ہے۔ آپ کو ثواب بڑا ہے تو

ہر قسم کی لڑائی جھگڑے سے بچنا

نہایت ضروری ہے۔ ان دنوں میں غیر تربیت یافتہ آدمی بھی آتے ہیں نیز ہزاروں کی تعداد میں ایسے احباب آتے ہیں جن کا جماعت سے ابھی تعلق قائم نہیں ہوا۔ اپنی عدم تربیت کے ساتھ وہ یہاں آتے ہیں۔ آپ نے خود ثواب کمانا ہے اور ان لوگوں کے لئے ایک نیک نمونہ پیش کرنا ہے تا کہ وہ سمجھیں کہ واقع میں دنیا میں ایک مقام ہے جسے ہم جنت کہہ سکتے ہیں۔ جہاں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ ہر شخص دوسرے کا خیال رکھنے والا اور دوسرے کی خاطر تکلیف برداشت کرنے والا اور ہر قسم کے جدال سے بچنے والا ہے۔

اور چوتھی ذمہ داری جو ان دنوں جماعت پر عائد ہوتی ہے وہ فسق سے بچنے کی ہے صرف کبیرہ گناہ کو ہی فسق نہیں کہتے بلکہ کبیرہ اور صغیرہ چھوٹے اور بڑے ہر دو گناہ کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ تو چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنا اس اجتماع پر ضروری ہے۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ انعام ہم حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے واللّٰہ لا یھدی القوم الفٰسقین۔ وہ لوگ جو ان احکام میں سے جو ہمیں نے قرآن کریم میں اور اسلامی تعلیم میں ان پر نازل کئے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال نہیں رکھیں گے وہ ان انعامات کے وارث نہیں ہوں گے جو کامل طور پر ہدایت یافتہ لوگوں کو ملتے ہیں۔ لا یھدی میں یہ بتایا ہے کہ ان کا انجام اس طرح بخیر نہیں ہو گا جس طرح ہدایت یافتہ کا انجام بخیر ہوا کرتا ہے۔ اگر ہم بہترین انعامات کے وارث ہونا چاہتے ہیں۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہمیں ہدایت یافتہ پائے اور ہمارے گناہوں پر اپنی مغفرت کی چادر ڈال دے تو ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت اور استعداد میں ہو

چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کریں

یعنی ہر بات جس سے اسلام ہمیں روکتا ہے خواہ وہ دنیا کی یا ہماری نظر میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ہم اس سے بچیں۔ اور ہر وہ حکم جس کے کرنے کی اللہ ہمیں ہدایت کرتا ہے ہم اس کے بجا لانے کی ہر ممکن تدبیر کو اختیار کریں اس کے بغیر ہم ہدایت یافتہ جماعت کے انعام نہیں پا سکتے۔

پس یہ ایک بڑا ہی اہم موقع ہے۔ بڑا ہی بابرکت موقع ہے۔ رحمتوں کے حصول کا ایک عظیم موقع ہے جسے ہم اپنا جلسہ سالانہ کہتے ہیں۔ اس موقع پر ان دنوں میں ان اوقات میں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ پوری توجہ کے ساتھ اور پوری تدبیر کے ساتھ اور ہر وقت کی دعاؤں کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے کہ ہم سے چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی سرزد نہ ہو اور شیطان کے حملے سے بلکہ تیر بھی ہمارے جسموں اور ہماری روحوں میں پیوست نہ ہو تا کہ ہم اس کے غضب کے نیچے نہ آ جائیں۔ تا کہ ہم اس کی رحمتوں سے زیادہ سے زیادہ حصہ پانے والے ہوں

ربوہ میں بسنے والوں کیلئے یہ ضروری ہے

کہ وہ ان دنوں میں صفائی کا خاص خیال رکھیں ربوہ کے ایک چھوٹے سے حصہ میں آج بھی وقار عمل منایا گیا ہے۔ یعنی خدام الاحمدیہ کے انتظام کے ماتحت رضاکارانہ طور پر کچھ کام کیا گیا ہے جس کی تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انہوں نے صفائی [illegible] زیادہ زور دیا ہو گا۔ اور ان رخنوں کو بند کرنے پر زیادہ زور دیا ہو گا جن کے نتیجہ میں گندگی پھیلتی ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ ہمت کریں اور انصار اور اطفال بھی ان کے ساتھ شامل ہوں تو کم از کم دو دن عصر اور مغرب کے درمیان ربوہ کو صاف ستھرا کرنے پر خرچ کرنے چاہئیں۔ قرآن کریم نے بھی اس طرف بڑی توجہ دی ہے اور ہمیں توجہ دلائی ہے کہ مکہ کے متعلق جو طہّرا کا حکم تھا وہ خالی ان دو کے لئے نہیں تھا بلکہ ان سب کے لئے ہے جو مقاصد کعبہ کے حصول کی تمنا اور خواہش رکھتے اور ان برکات سے حصہ لینے کی آرزو مندہیں جن کا تعلق خانہ کعبہ سے ہے۔

تو صفائی کی طرف اہل ربوہ خاص طور پر متوجہ ہوں اور اپنی گلیوں اور سڑکوں کو صاف ستھرا رکھیں۔ اسی طرح وہ دکاندار جو مستقل یہاں تجارت کرتے ہیں یا وہ جو عارضی طور پر جلسہ کے دنوں میں اپنی دکانیں لگاتے ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی دکان میں ایسا انتظام کریں کہ وہاں کسی قسم کا کوئی گند پیدا نہ ہو مثلاً مالٹے یا سنگترے یا اور پھل کھایا جاتا ہے یا بعض اور چیزیں کھائی جاتی ہیں جن کا ایک حصہ (چھلکے وغیرہ) پھینکنا پڑتا ہے۔ یہ اس طرح نہ پھینکے جائیں کہ گندگی نظر آئے۔ ان سب کو سمیٹ دینا چاہیئے اور صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

لیکن

سب سے بڑی ذمہ داری

اہل ربوہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی مہمان نوازی کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نام پر ہزاروں کو بلاتے ہیں جو لبیک کہتے ہوئے ان ایام میں یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جماعت مہمان نوازی کا انتظام کرتی ہے۔ کچھ تو مادی اشیاء ہیں کھانے پینے کی چیزیں یا مکان وغیرہ وغیرہ۔ اس کا انتظام تو منتظمین کے سپرد ہے۔ وہ کرتے ہیں لیکن اس انتظام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ رضاکارانہ خدام انہیں میسر آئیں۔

بعض نوجوان بھی اور بڑے بھی بڑی محبت اور پیار کے ساتھ یہ خدمت چوبیس گھنٹے بجا لاتے ہیں۔ لیکن بعض وہ بھی ہیں جو اس موقع کی خدمت کی برکتوں سے نا آشنا نظر آتے ہیں۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ اس موقع پر مہمان نوازی کرتے ہوئے خدمت بجا لانے کا بڑا ہی ثواب ہے پس خود کو اور اپنے بچوں کو اس ثواب سے محروم نہ رکھیں

ہم نے ہمارے سارے گھرنے اپنے بچپن کا زمانہ بھی (اور بڑے ہو کر بھی) جلسہ کے دنوں کی خدمت کو اتنے شوق اور پیار سے ادا کیا ہے کہ کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ ہم کسی پر ذرہ احسان کر رہے ہیں بلکہ ہمیشہ ہی ذہن اس احساس سے پر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو توفیق دی ہے کہ وہ ہم پر احسان کر رہے ہیں۔ ہم سے خدمت لے کر۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کس پر ہم احسان جتائیں اس پر! جس نے ہمیں پیدا کیا ہے جو ہمارے لئے ہماری پیدائش سے بھی لاکھوں سال پہلے سے اپنی رحمتوں کے سامان پیدا کئے گیا ہم اپنے اللہ پر احسان رکھیں گے؟ کیا ہم اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء پر احسان جتائیں گے احسان تو خدا کا ہے کہ وہ ہمارے لئے برکتوں کے حصول کے مواقع پیدا کرتا ہے پس

اس خدمت کو معمولی خدمت نہ سمجھیں

بڑی برکتوں والی ہے یہ خدمت!!! ان چند دنوں کو خدا کیلئے چوبیس گھنٹے اگر آپ وقف کر دیں تو آپ اتنے مرتبے پا جاتے ہیں نہایت کمزور رہ جاتا ہے یا کہ ہمیشہ کیلئے بیمار ہو جائیں کوئی مستقل بیماری یا نقص آ جائے انسان تھک ہو۔ تھوڑی سی تکلیف ہے جو آپ سے برداشت کرنا پڑے لیکن اس کے نتیجہ میں اس قدر رحمتیں ہیں جن کے آپ وارث بن جاتے ہیں کہ آپ کا دماغ یا کسی اور انسان کا دماغ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پس ہمارے وہ بچے یا ہمارے وہ بھائی جو اس خدمت کی برکات کی اور اس خدمت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی رحمتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے میں ان کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ چوبیس گھنٹے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت

میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور اس کے ان گنت فضلوں کے وارث بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ اور توفیق دے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے کی توفیق دیتا چلا جائے کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

(الفضل ۸ احسان ۱۳۴۴ ہش)

حصہ آمد کی ماہوار ادائیگی میں سہولت

بعض موصی درست حصہ آمد کی ادائیگی میں صرف اس لئے سستی کر جاتے ہیں کہ وہ اگلے مہینے دو ماہ کا چندہ اکٹھا دے دیں گے۔ اور جب اگلا ماہ آتا ہے اور ایک [illegible] دو ماہ کا چندہ اکٹھا دینا پڑتا ہے تو انہیں ایک بوجھ محسوس ہوتا ہے اور اسی طرح دو تین ماہ [illegible] بن جاتے ہیں۔ اور پھر بقایا داری کا سلسلہ طویل ہو کر وصیت کے منسوخ کا موجب [illegible] ہے۔ لہٰذا سہولت اسی میں ہے کہ ہر ماہ کا چندہ مہینہ ختم ہوتے ہی ادا کر دیا جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

یوم خلافت کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں کامیاب جلسے!

جماعت احمدیہ ... پور

مورخہ ۲۹ مئی بروز بدھ بعد نماز مغرب ٹھیک ۷ بجے زیر صدارت مکرم مولوی محمد یوسف صاحب زیر ... جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ مکرم عبد الباسط صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور قریشی عبد المجید صاحب کی نظم کے بعد مکرم عبد العزیز صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ نے موجودہ زمانہ میں اخلاقی قدروں کی گراوٹ اور اس کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے خلافت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا اور بتایا کہ موجودہ دور خود اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ روحانی قدروں کو بحال کرنے کے لئے باقاعدہ ایک روحانی نظام کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

دوسری تقریر مکرم مبارک احمد صاحب ... نے برکات خلافت کے موضوع پر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں احباب جماعت کو نظام خلافت اور مرکز سے دائمی وابستگی اختیار کرنے کی مؤثر رنگ میں تلقین فرمائی۔

آخر میں مولوی محمد یوسف صاحب ... نے خلافت کی معنوی تشریح بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام ... کی ... کو مفصل طور پر بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ جب قرآن کریم اس بات کی واضح اور پر زور الفاظ میں تردید کر رہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر یہ کہنا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا یا آپ کے بعد نظام خلافت کی کوئی ضرورت نہیں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

صدارتی تقریر کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور ساتھ ہی یہ بابرکت تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ جلسہ میں بہت سے غیر از جماعت دوست بھی شریک ہوئے اور بعد جلسہ ... اچھا اثر لے کر گئے۔

خاکسار قریشی محمد عبد اللہ
نائب سیکرٹری ...

جماعت احمدیہ یادگیر

مورخہ ۲۷ مئی بروز سوموار بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ یادگیر جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ حکیم عبد الصمد صاحب کی تلاوت کلام پاک اور حمید احمد صاحب غوری کی نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سیٹھ نعمت اللہ صاحب غوری نے کی۔ آپ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ آیت استخلاف کی تفسیر کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا۔

دوسری تقریر مکرم بشیر احمد صاحب گلبرگہ نے برکات خلافت کے زیر عنوان کی۔ آپ نے خلافت راشدہ کی مختلف اسلامی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت اسلام کو جو فتوحات ہوئیں وہ کسی مادی طاقت یا مسلمانوں کی اکثریت کا نتیجہ نہیں تھیں بلکہ یہ خلافت کی برکت تھی کہ ... تمام جماعت خلیفہ وقت کے حکم پر اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھی۔ مقرر نے موجودہ زمانہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ بھی دراصل نظام خلافت ہی کی برکات کا نتیجہ ہے۔

بعد ازاں مکرم حکیم عبد العلی صاحب نے مقام خلافت کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ... پر زور تحریریں ... پڑھ کر سنائیں۔

اس ... کے بعد ... نے خلافت ثانیہ کی خصوصیات ... کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے احباب ... کو ان مبارک تحریکات کی طرف متوجہ کیا ... جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت سے کی ہیں۔ علاوہ ازیں خلافت ثالثہ کے ... سالہ مختصر سے دور میں اللہ نے جماعت احمدیہ کو جن ترقیات سے نوازا۔ خاکسار نے ان پر بھی قدرے روشنی ڈالی۔

پانچویں نمبر پر مکرم رحمت اللہ صاحب ... نے ضرورت خلافت کے زیر عنوان ... مضمون پڑھ کر سنایا۔

آخری تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب نے "خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر کی۔ آپ نے احباب جماعت کو نظام خلافت کے ساتھ وابستگی، خلیفہ وقت سے دلی محبت، ان کی جاری کردہ تحریکات پر کما حقہ عمل پیرا ہونے اور خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتے رہنے وغیرہ امور کی طرف مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔

آخر میں صدر جلسہ نے سامعین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار
محمد نعمت اللہ غوری
قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

جماعت احمدیہ جمشید پور

مورخہ ۲۶ مئی بروز اتوار زیر صدارت مکرم جناب امیر صاحب مقامی خاکسار کے مکان پر جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے یوم خلافت کی غرض و غایت، خلیفہ کی تعریف اور اس کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے نظام خلافت سے دائمی وابستگی اختیار کرنے اور اس کی برکات سے کما حقہ مستفید ہونے کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ بعدہٗ مکرم صدر صاحب موصوف نے مقام خلافت کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی برکات پر روشنی ڈالی اور اپنے نقطہ نظر کو واضح کرنے کے لئے ایک لطیف مثال دے کر بتایا کہ خلیفہ کا وجود جماعتی شیرازہ بندی کے لئے کس قدر ضروری ہوتا ہے۔ آخر میں آپ نے احباب جماعت کو اطاعت خلافت اور اس سے دلی وابستگی کی تلقین فرمائی اور دعا کے ساتھ یہ مبارک جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار سید حمید الدین
سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ
جمشید پور

جماعت احمدیہ بھدرواہ

مورخہ ۲۷ مئی بروز سوموار زیر صدارت مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب صدر جماعت مسجد احمدیہ میں جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم خواجہ عبد الغنی صاحب کی نظم کے ساتھ اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ بعدہٗ مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب سیکرٹری مال نے انبیاء علیہم السلام اور خلفاء عظام کی ضرورت کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے جماعت احمدیہ میں قیام خلافت اور اس کے استحکام کو مؤثر پیرائے میں بیان کیا۔ بعد ازاں مکرم محمد شریف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے نظام خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ اور قابل صد افسوس حالت دراصل اسی نظام کے فقدان کا نتیجہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد مکرم میر عبد القیوم صاحب نے خلافت راشدہ کے موضوع پر از روئے قرآن کریم روشنی ڈالی اور ضرورت خلافت کی تائید میں علماء و منکرین مذاہب کے اقوال بطور ثبوت پیش کئے۔ ہر سہ تقاریر کے بعد مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب نے نظم پڑھی۔ صدر موصوف نے سامعین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

خاکسار
عبد الرحمٰن خان سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ بھدرواہ

یونس احمد صاحب اسلم کی وفات

(بقیہ صفحہ ۱۲)

ادریس احمد اس وقت قادیان میں دسویں جماعت میں پڑھتا ہے اور سب بچے اس سے چھوٹے ہیں احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کا ہر طرح حامی و ناصر اور متکفل ہو۔ مرحوم کے والد مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم خود بھی بوڑھے ہیں اور بہت کمزور ہیں۔ ان کے لئے یہ صدمہ بڑا بھاری ہے اس موقعہ پر ادارہ بدر مرحوم کے جملہ لواحقین کے ساتھ گہرے دلی رنج کے ساتھ تعزیت کرتا ہے۔ اور ان کے حق میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس بھاری صدمہ کو صبر و رضا کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق دے اور مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے درجات کو بلند کرے اور ان سے راضی ہو جائے آمین

قسط اول

بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

بنی اسرائیل

زمانہ بعض اوقات فراموش شدہ واقعات کی یاد دلا دیتا ہے۔ بنی اسرائیل جو لگ بھگ دو ہزار سال تک اقوام عالم اور تاریخ کی نظروں سے اوجھل رہے، انیسویں صدی عیسوی کی "صیہونی تحریک" نے انہیں دوبارہ مشرق و مغرب کے سیاست دانوں، فوجی مبصروں اور اخبار بین حضرات سے روشناس کرا دیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز نے ان کے تمدنی اور اجتماعی حقوق تسلیم کئے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یو این او نے فلسطین میں یہودی نظامِ تمدن کے قیام کی اجازت دے دی۔

اس طرح دولتِ عثمانیہ کے زوال، انگریزوں کے سیاسی فریب اور مجلس اقوام متحدہ کے جانبدارانہ فیصلے کے باعث بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل یہود کی کھوئی ہوئی بھیڑیں، اور فلسطین کی گمنام قومیں پھر تاریخ کی روشنی میں آگئیں۔

بنی اسرائیل، شامی، عراقی اور رومی بادشاہوں کے مظالم کی تاب نہ لاکر روئے زمین پر یوں منتشر ہوگئے جیسے خزاں دیدہ درخت کے پتے میدان میں بکھر جاتے ہیں۔ ان کی کوئی داستان ہوتی ہے نہ تاریخ۔ مگر جب فصل بہار آتی ہے تو کیا باغبان اور کیا صیاد سبھی چمن کی تاریخ مرتب کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

اولادِ ابراہیمؑ

بنی اسرائیل کی سرگزشت بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے بشارت دی تھی کہ تیری ذریت آسمان کے ستاروں کی مانند ہوگی (پیدائش ۲۲/۱۵) عموماً اس بشارت کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کی نسل خوب پھیلے گی۔ گو یہ مطلب بھی درست ہے لیکن جب ہم علوم فلکیات کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہیئت دانوں کو یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں کہ ستاروں اور کروں کی پیدائش مسلسل فلکی حوادث کا نتیجہ ہے تو اولادِ ابراہیم اور ستاروں کی سرگزشت میں مطابقت نظر آنے لگتی ہے

یہ ستارے کیا ہیں؟ پہلے یہ بخارات تھے۔ ان میں کوئی حرکت تھی نہ ہلچل۔ لیکن ایک دن ان میں خود بخود حرکت پیدا ہو گئی پھر انجماد شروع ہوا اور یہ آہستہ آہستہ بڑے بڑے گولوں کی شکل اختیار کرتے گئے۔ پھر ان گولوں میں تصادم ہوا۔ اور یہ اپنے مرکز سے ٹوٹ کر فضا میں دور دور معلق ہوتے چلے گئے۔

بالکل یہی سرگزشت حضرت ابراہیم کی اولاد بنی اسرائیل کی ہے۔ یہ لوگ جو فلسطین میں امن و عافیت کی زندگی بسر کرتے تھے ان کا آشوریوں بابلیوں اور رومیوں سے تصادم ہوا۔ اور یہ ہر تصادم کے بعد اپنا وطن چھوڑ چھوڑ کے ادھر ادھر منتشر ہوتے گئے۔ اور اس کرۂ زمین پر اسی طرح پھیل گئے جس طرح ستارے آسمان میں۔

اس پیشگوئی میں تمام زمین پر اولادِ ابراہیم کے پھیلنے کی خبر دی گئی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ یہ پھیلاؤ ہمیشہ تصادم اور شکست کے نتیجے میں ہوگا

بھارت کے بنی اسرائیل

یہ اسی پیشگوئی کا ظہور تھا کہ انیسویں صدی عیسوی میں جب صیہونی تحریک چلائی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ اولادِ ابراہیم یورپ امریکہ اور افریقہ کے علاوہ ہندوستان کے بعض علاقے میں بھی بے وطنی اور گمنامی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ کشمیر کے بنی اسرائیل اور کوچین کے یہود کا تو بہت سے لوگوں کو علم تھا لیکن یہ انکشاف کہ مہاراشٹر (بھارت) کے علاقہ کوکن میں ڈھائی ہزار سال سے بنی اسرائیل پناہ گزین ہیں تاریخ کے ایک گمشدہ ورق کی دریافت تھی۔ اب تو کوکن مہاراشٹر کا ایک ترقی پذیر علاقہ ہے۔ پہلے یہ محض ایک کوہستانی جنگل اور پسماندہ علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ ایسے علاقے میں بنی اسرائیل کا پناہ گزین ہونا اور اتنے دن وطن اور قبائل سے بالکل بے خبر رہنا دنیا کی سماجی تاریخ کا ایک حیرت انگیز باب ہے۔ ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم کی پیشگوئی کا ایک ظہور تھا۔

آسمان کے کروں میں جب تصادم ہوتا ہے تو ان کے ٹکڑے فضائے بسیط میں بکھر جاتے ہیں کوئی ٹکڑا بڑا ہوتا ہے اور کوئی چھوٹا۔ کوئی سیارہ بنتا ہے تو کوئی توابع۔ جیسے نظام شمسی کے کرے اور ان کے چاند۔ کوئی ٹکڑا ایسا ہوتا ہے جس کا ہیئت دانوں کو ہزاروں سال کے بعد پتہ لگتا ہے جیسے پلاٹو، نیپچون اور یورینس، کہ یہ بھی نظام شمسی کے سیارے ہیں۔ مگر اٹھارویں صدی عیسوی سے پہلے یہ ہیئت دانوں کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔ ان سیاروں کو دورِ حاضر کی دوربینوں کے ذریعہ سالہا سال کی جستجو کے بعد دیکھا گیا۔

بنی اسرائیل اور نظام شمسی

بنی اسرائیل اور یہود کی تاریخ اس اعتبار سے بھی نظامِ شمسی کی تاریخ سے ملتی جلتی ہے۔ ڈھائی ہزار سال تک یہ قبائل کہاں کہاں قعرِ گمنامی میں پڑے تھے اس کی کسے خبر تھی۔ اس ملک کے اصل باشندوں کو بھی ان کی موجودگی کا علم نہیں تھا، جن ممالک میں یہ پناہ گزین تھے۔ مگر جب سے صیہونی تحریک عالمِ وجود میں آئی ہے مشرق و مغرب کے دور افتادہ علاقوں میں ان قبائل کا پتہ مل رہا ہے۔ ان میں حرکت اور ہلچل مچ رہی ہے اور اب یہ سمٹ سمٹ کر فلسطین میں جمع ہو رہے ہیں۔ اب تک تیس لاکھ سے زیادہ بنی اسرائیل و یہود وہاں جمع ہو چکے ہیں اور اسی لاکھ سے زیادہ جمع کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

صیہونی تحریک

موجودہ صیہونی تحریک کے بانی کا نام "ہرزل تھیوڈور" ہے۔ یہ ایک صحافی اور تمثیل نگار تھا۔ اس نے یہودیوں میں بیداری پیدا کی اور وطن پرستی کی روح پھونکی۔ اور ایک اسرائیلی حکومت کا نظریہ پیش کیا۔ یہ اپنے مقاصد کو لے کر سلطان عبدالحمید، پاپائے روم اور یورپ کے بہت سے حکمرانوں سے ملا۔ اس نے ۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ میں پہلی صیہونی کانگرس بلائی۔ اس کے پیہم مطالبات پر ۱۹۰۳ء میں برطانیہ نے اسرائیلی مملکت کیلئے مشرقی افریقہ کا ایک علاقہ پیش کیا۔ مگر دنیا کے اکثر اسرائیلیوں نے انگریزوں کے اس عطیئے کو رد کر دیا۔ اور اس مطالبہ پر مصر رہے کہ فلسطین میں اسرائیلی حکومت کی تشکیل کی اجازت دی جائے۔

یہی وہ اصرار ہے جس کے باعث یہ گمنام قوم تاریخ کی روشنی میں آگئی۔ اور اب لوگ اس کی تاریخ، قومیت اور نظام تمدن سے واقفیت حاصل کرنے لگے۔ ان کا شمار دنیا کی ترقی یافتہ اور حریت پسند قوموں میں ہونے لگا۔ اور انکو بیشتر ممالک کی ہمدردیاں حاصل ہو گئیں۔

صیہونی تحریک کا مطالبہ یہ ہے کہ یروشلم سے یہودیوں کا مذہبی و جذباتی رشتہ پایا جاتا ہے لہٰذا اسی سرزمین کو ان کا وطن بنایا جائے۔

اسرائیلیوں کا فلسطین سے جو تعلق ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کو قحط و امساکِ باراں نے ستایا تو یہ اپنے علاقہ کو چھوڑ کر اس شان سے مصر میں آباد ہوگئے کہ پھر انہیں چار سو سال تک وطن کی سرزمین یاد نہیں آئی محض اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بدولت ان کو مصر میں منصب جاگیر اور عزت مل گئی تھی ان دنیوی وجاہتوں پر وطن کو اس طرح خیرباد کہا کہ وہاں بت پرستوں کا راج ہو گیا اور یہ مصر میں جاگیرداری کرتے کرتے قبطیوں کے غلام ہو گئے۔

بنی اسماعیل

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس ذریت کا حال ہے جو کنعان میں آباد تھی۔ اس کے مقابل ان [illegible] اس پاک ذریت کو دیکھئے جو بنی اسماعیل کہلاتی ہے اور جو مکہ کے آس پاس آباد ہوئی تھی جہاں زندگی کے وسائل کمیاب تھے۔ پانی سبزے اور باغات کی کمی تھی۔ جو علاقہ خشک پہاڑیوں اور خوفناک صحراؤں سے گھرا ہوا تھا جہاں زندگی مسلسل جدوجہد اور صبر آزما محنت و مشقت کا نام تھا جہاں کی گرم ہواؤں میں کلیاں کھل سکتی تھیں نہ پھول مہک سکتے تھے جس زمین کے سینے پر کھیتیاں لہلہاتی تھیں نہ باغ مسکراتے تھے۔ "بنی اسماعیل" ایسی گرم و خشک جگہ بادِ سموم کے طمانچے کھاتے رہے بھوک اور پیاس کی سختیاں جھیلتے رہے۔ مگر اس جگہ کو نہ چھوڑا جسے ان کے دادا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ان کے لئے وطن بنا گئے تھے۔

جناب ابراہیمؑ کی ان دونوں ذریتوں کے شخصی اور اجتماعی خصائص میں کتنا فرق ہے

بنی اسرائیل کی مثال ان مویشیوں کی سی تھی جن کو ہر چراگاہ اپنا وطن نظر آتی ہے۔ ان کو جدھر جنگل یا ہرا بھرا میدان ملا وہاں رہ پڑے۔ کنعان سے مصر گئے۔ اور جب مصر میں دن کاٹنا گراں ہو گئے تو پھر کنعان کی طرف بھاگے۔

مملکتِ اسرائیل

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اس قوم میں بادشاہت آئی۔ داؤد و سلیمان جیسے نامور بادشاہ اس قوم میں پیدا ہوئے۔ اور تجارتی بیڑوں کے ذریعہ دوسرے ممالک کی دولت کھنچ کھنچ کے یروشلم پہنچنے لگی۔ عالیشان محل تعمیر ہونے لگے۔ دیواروں اور چھتوں پر منبت کاری ہونے لگی اور سونے اور چاندی کے زیور اور برتن استعمال کرنے لگے۔

ہیکلِ سلیمانی

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے محترم والد کی خواہش کے مطابق یہ مشہور تاریخی "ہیکل" تعمیر کی جو ظاہری حسن و [illegible] نقش و نگار اور مضبوطی و پائیداری میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ جو پورے فلسطین میں فنِ تعمیر کا سب سے اعلیٰ نمونہ تھا۔ یہی یہودیوں کا معبد تھا۔ یہیں ان کی قربان گاہ تھی۔ [illegible] کے ایک خاص حجرے میں رکھا گیا [illegible] اپنے قومی، سیاسی اور مذہبی مسائل حل [illegible]

مملکت کی تقسیم

مگر یہی بنی اسرائیل اور یہود حضرت سلیمان کے بعد دو حصوں میں بٹ گئے [illegible] کی آگ ابھی ان کے سینے میں جل [illegible] کو انہوں نے کنویں میں ڈالا۔ پھر [illegible] گھر میں پناہ گزیں ہوئے۔ [illegible] تھی مگر شاید یہ جلن ابھی باقی تھی کہ [illegible] ان کے بھائی کی اولاد سوتیلی ماں کی اولاد [illegible] اور سلطنت میں ان کو شریک نہیں [illegible] اسی ناپاک جذبے کے تحت [illegible]

دو قبیلوں کو الگ کر دیا۔ اور اب حضرت داؤد و سلیمان کی حکومت کے دو حصے ہو گئے۔

آشوری حملہ

تھوڑے ہی دنوں کے بعد آشوری بادشاہوں نے مملکت اسرائیل کے دارالسلطنت "سماریہ" پر حملہ کیا۔ اور ان دس قبائل کے سامنے وہ روز بد آیا کہ وہ فلسطین سے اس طرح ہانک دئے گئے جیسے جانوروں کے ریوڑ ہوں۔ اس وقت سے ان کی گمنامی کی زندگی کا آغاز ہوا۔ ایسا آغاز کہ عام مورخوں کو اس کا انجام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔

حملۂ بابل

دوسری سلطنت جس کا پایۂ تخت یروشلم تھا، عراقیوں کے خلاف مصر سے ساز باز کر بیٹھی نتیجہ یہ ہوا کہ "بخت نصر" بابل نے ایسا زوردار حملہ کیا کہ یہ اس کی شدت وغضب کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہو گئے۔ اس نے جتنے یہودیوں کو چاہا قتل کیا۔ جو بچ گئے ان کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ اور "ہیکل" کو اس طرح تباہ کیا کہ اس کی تعمیر کے سارے نشانات مٹ گئے۔ اس کو بنیاد سے کھود کے زمین سے ملا دیا۔

شاہ خورس

اس کے بعد جب بابل کی جگہ ایرانی اقتدار نے لی۔ تو شاہ خورس کے زمانے میں یہودیوں کو فلسطین لوٹنے کی اجازت مل گئی۔ اور ان کی ٹولیاں مختلف رہنماؤں کی نگرانی میں یروشلم کی طرف روانہ ہونے لگیں۔ دوسرا قافلہ عزرا نبی کی سرکردگی میں یروشلم پہونچا۔ انہوں نے یہودیو کو پھر سے تورات مرتب کر کے دی اور بہت سی مذہبی اصلاحات کا نفاذ ہوا۔ اور اگرچہ ان لوگوں نے دوبارہ ہیکل بنالیا۔ مگر اس کی پہلی جیسی اہمیت نہیں رہی۔ اب انہیں اجازت مل گئی کہ وہ جہاں بھی ہوں اپنے لئے عبادت گاہ کنیسہ بنا سکتے ہیں۔ پہلے ان کی عبادت صرف ہیکل ہی ہوا کرتی تھی اور اس سے پہلے اس خیمے میں جسے "خیمۂ اجتماع" کہتے ہیں۔ اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اجتماعی عبادات کے وقت نصب کیا کرتے تھے۔

مکابی تحریک

لیکن یہ یہودی اب آزادی کامل کی نعمت سے محروم ہو چکے تھے۔ سیاسی بالادستی کسی اور قوم کی رہتی۔ غلامی کے جو بد نتائج ہوتے ہیں یعنی شخصی و قومی اخلاق کا زوال۔ یہودی قوم بھی اس سے دو چار ہوتی گئی۔ یہودیوں کی یہ ابتر حالی دیکھ کر ان میں "شمعون مکابی" نے ایک تحریک چلائی۔ جس کو مکابیوں کی تحریک کہتے تھے۔ اس کی غرض بھی یہودی تہذیب و ثقافت کی حفاظت اور حصول آزادی کے لئے جد و جہد۔

ولادتِ مسیحؑ

اسی دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے یہ توقع ہو چلی تھی کہ حضرت داؤد کی بادشاہت پھر قوم یہود کو مل جائے گی۔ اور پھر آل اسرائیل کا اقبال بلند ہوگا۔ مگر یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور ایسی شدید مخالفت کی کہ ان کو "واقعۂ صلیب" کے بعد اس ملک سے ہجرت کرنی پڑی۔

قوم یہود کو اس تکذیب کی سزا بہت جلد مل گئی۔ چند ہی سال کے بعد طیطس رومی نے یروشلم پر ایسا غضبناک حملہ کیا کہ یہودی قوم تہس نہس ہو گئی۔ اور خوف و بے بسی کے عالم میں گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر بھاگ کھڑی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس تباہی کے بعد ستر ہزار یہودیوں کا ایک قافلہ بحری راستے سے بھارت کے مغربی ساحل کوچین آیا۔ جناب تھوما انہیں کو حضرت عیسےٰ کا پیغام رسالت سنانے "گنڈوفارس" کے دربار سے نکل کر کیرالہ آئے۔ اور مدراس میں جام شہادت نوش کیا۔ آخر طیطس رومی نے ہیکل کو ڈھا کر اس پر اس طرح ہل چلوا دیا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو اس کا نشان تک نہیں مل سکا۔

اس مختصر سے جائزے سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی وہ ذریت جو کنعان میں آباد ہوئی اس کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ وہ کنعان سے مصر گئے۔ مصر سے کنعان آئے۔ فلسطین میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد خود چین سے بیٹھے نہ دوسروں کو چین سے بیٹھنے دیا۔ اور آلِ کا روی قوم جسے خدا نے ابراہیمؑ کے لئے رحمت کا نشان بنایا تھا غضب کا نشان بنا دیا۔ اور فرمایا کہ

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ
عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

بنی اسرائیل اور یہود کا حسرتناک انجام دیکھنے کے بعد اب ہم کو حضرت ابراہیم کی اس ذریت کی طرف آنا چاہیے جو عرب کے لق و دق صحرا میں مقیم ہے۔

بنی اسماعیل

یہ ایک عالم غربت میں یہاں آئے تھے مگر آج ان کا نہ حقوق کے ساتھ یہاں عزت و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسماعیلؑ اس قوم کا بزرگ و برگزیدہ پیشوا سمجھا جاتا ہے۔ آنے جانے والے قبائل ان کی عزت کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ زندگی کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہیں۔ ان کے پاس عالیشان مکان ہیں نہ اسباب تعیش کی فراوانی۔ ان پر بار بار قحط اور امساک باراں کا حملہ ہوتا ہے۔ چراگاہیں سوکھ جاتی ہیں۔ مویشی مر جاتے ہیں۔ زندگی جو پہلے ہی سخت تھی سخت تر ہو جاتی ہے

ان کے پڑوس میں دو عظیم سلطنتیں ہیں ایران و روم کی۔ جن کی دولت و خوشحالی ضرب المثل ہے مگر یہ ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھتے نہ یہ آرام و آسائش پر وطن کی محبت قربان کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ مویشی پالتے ہیں اور روم و ایران کی طرف تجارتی سفر کرتے ہیں۔ مگر ان ممالک کی کوئی دلکشی ان کو وطن کی محبت سے غافل نہیں کرتی وہ لوٹ کر مکہ آجاتے ہیں۔ ان کو مکہ کی پہاڑیوں پر وطن کا لطف آتا ہے۔ ان کے دل میں قوم و وطن کی اتنی غیرت پائی جاتی ہے کہ انہوں نے مکہ کی وادی میں جو خیمے نصب کئے ہیں انہیں چھوڑ کر قیصر و کسریٰ کے محلات کی طرف جانا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسی بہادر و غیور قوم کو ہر حکومت اپنی آغوش میں لینے کو تیار رہتی ہے۔

ان کا کوئی مطلق العنان بادشاہ نہیں۔ ان کے قبائلی نظام کی بنیاد جمہوریت و حق رائے دہندگی پر ہے۔ ان کا کاروانِ زندگی اسی طرح رواں دواں ہے۔ یہ پڑوسی حکومتوں کو ستاتے ہیں نہ کوئی پڑوسی حکومت ان کو جلا وطن کرتی ہے۔ نہ کبھی غیر ملکیوں کے ہاتھوں ان کا قتل عام ہوتا ہے۔ خشک پہاڑیوں، گرم صحراؤں اور تپتے ریگستانوں میں یہ سخت کوش ہو گئے ہیں۔ اور ان کا حسن زندگی نکھر آیا ہے۔ انہیں حضرت ابراہیمؑ نے جس مقصد کی تکمیل کے لئے وادیٔ مکہ میں آباد کیا تھا کارکنانِ قضا و قدر ان سے اس مقصد کی تکمیل کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ غیر شعوری طور پر اس مقصد کی لگن دل میں لئے بیٹھے ہیں۔

ان کے عزم و استقلال، صبر و استقامت اور قومی غیرت و حمیت کا بنی اسرائیل کے کردار و خصائل سے مقابلہ کیجئے۔ پھر دیکھئے کہ قومی سیرت و اخلاق کے آئینے میں ایک ہی باپ کے دو بیٹے کتنے مختلف نظر آتے ہیں۔

تاریخِ یروشلم

مؤرخوں نے بیت المقدس (یروشلم) کی جو تاریخ بیان کی ہے وہ جنگِ اقتدار کا ایک طولانی قصہ ہے۔ کتنی ہی قوموں کا ستارۂ اقبال یہاں طلوع ہوا۔ اور چند دن اپنی چمک دمک دکھا کے پھر اسی افق میں غروب ہو گیا۔ شامی، عراقی، یونانی، ایرانی، رومی۔ سبھی یہاں زمام اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے زور آزمائی کر چکے ہیں

لیکن بنی اسرائیل کی تاریخ پر سب سے زیادہ جن واقعات کا اثر پڑا ہے وہ تین واقعات ہیں۔ پہلا واقعہ بخت نصر کا ہے۔ دوسرا ہیکل کی دوبارہ تعمیر کا۔ اور تیسرا طیطس رومی کے حملے کا جس کے بعد یہودی فلسطین سے ایسے اکھڑے کہ پھر دو ہزار سال تک ادھر کا رخ بھی نہیں کر سکے۔ اور ہیکل بھی ایسا نیست و نابود ہوا کہ ابھی تک نہیں بنایا جا سکا۔

قرآن مجید نے اور واقعات کو چھوڑ کر صرف انہی تین واقعات کا ذکر کیا ہے۔ یہودی تہذیب و تمدن، قومی زندگی اور ہیئت اجتماعی پر انہی واقعات کا سب سے گہرا اثر پڑا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایام الصلح میں انہی تین زمانوں کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ بنی اسرائیل اور یروشلم تو بیسیوں بار غیر اقوام کے ظلم و ستم کا نشانہ بن چکا ہے۔

صیہونی دعوے

بنی اسرائیل کی یہ سرگزشت سامنے رکھ کر اب صیہونی تحریک کے اس دعوے پر غور کیجئے کہ فلسطین اس کا آبائی وطن ہے۔ اس لئے اس سرزمین پر حکمرانی کا حق انہی کا ہے۔

اگر یہ ملکیتِ فلسطین کا اپنے کو اس لئے حقدار کہتے ہیں کہ یہ ان کا آبائی وطن ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا آبائی وطن فلسطین نہیں بلکہ عراق ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اصل وطن عراق تھا۔ یہ عہد نمرود میں عراق کے قصبۂ "عورہ" میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے جب کفر و شرک کے خلاف آواز اٹھائی تو ساری قوم ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور وہ جبراً و قہراً اس ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے و عراق سے مصر گئے۔ پھر مصر سے کنعان آئے اس سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کا اصل وطن عراق ہے نہ کہ فلسطین۔ ان کو دعوئے ملکیت عراق پر جتانا چاہیئے نہ کہ فلسطین پر۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ان کے قومی و مذہبی آثار فلسطین میں پائے جاتے ہیں اس لئے یہی سرزمین وطنِ اسرائیل بنائے جانے کی سزاوار ہے تو اس طرح اس سرزمین کے سب سے زیادہ حقدار مسلمان ٹھہرتے ہیں۔ ان کا اس سرزمین پر دوہرا حق ہے۔ یہ عہدِ اسلامی کی تہذیبی میراث کے علاوہ موسیٰؑ، داؤدؑ اور سلیمانؑ کی تہذیبی میراث کی ملکیت کے بھی مدعی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ان پیغمبروں کو بھی اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو فلسطین پر ملکیت کا دوہرا حق حاصل ہے۔ اور یہ حق ملکیت جتانے میں حق بجانب ہیں۔

پھر یہودیوں اسرائیلیوں اور مسلمانوں میں یہ فرق بھی ہے کہ مسلمان جب سے فاتحانہ طور پر یروشلم میں داخل ہوئے ہیں کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب انہوں نے مکمل طور پر فلسطین کا انخلا کیا ہو۔ عہد اسلامی میں بارہا اس سرزمین پر عیسائی حملے کر چکے ہیں اور متعدد بار صلیبی جنگیں ہو چکی ہیں مگر مسلمانوں نے ہمیشہ اپنی جانوں کی قربانی دے کر اپنی ملکیت برقرار رکھی ہے۔

اخبار بدر

آپ کا اپنا اخبار ہے اس کی اشاعت بڑھانا آپ کا فرض ہے خود بھی خریدار بنیں اور اپنے حلقۂ احباب میں اس کی خریداری بڑھانے کی تحریک کریں شرح چندہ صرف آٹھ روپیہ سالانہ ہے۔

(منیجر)

کرونا گاپلی میں گیارھویں آل کیرالہ کانفرنس کا انعقاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

یہ اعلانات اور کانفرنس کے پروگرام مندرجہ ذیل اخباروں میں نمایاں طور پر شائع ہوئے۔ ماتر بھومی۔ منورما۔ کاڈمودی کیرالہ کاؤمودی۔ ملایالہ راجیم۔ جنا یوگم اور پوڑہ ہنم وغیرہ۔

ان میں سے کثیر الاشاعت اخبار "Manorama" کی ۱۰ مئی ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں جو بیان شائع ہوا وہ درج ذیل ہے:۔

"اسلامی اصولوں کو اجاگر کرنیوالا سلسلہ احمدیہ"

"سلسلہ عالیہ احمدیہ کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ وہ حقیقی اسلام [illegible] ہے۔ دنیا میں اسلام کی شان و شوکت کا قیام اور روحانیت کی نشأۃ ثانیہ اور ایک پُرامن نظام نو کی بنیاد رکھنا ہی اس کے قیام کی سب سے بڑی غرض و غایت ہے ...... اس سلسلہ کی بنیاد قادیان (پنجاب) میں حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ رکھی گئی۔ آپ نے خدمت اسلام کے لئے ایک منظم اور مستحکم مشن کا قیام فرمایا۔ جس کی شاخیں دنیا کے مختلف اہم مقامات پر قائم ہیں ...... اس جماعت کو جن ممالک میں عظیم ترقی حاصل ہوئی ہے ان میں سے ایک انڈونیشیا بھی ہے۔

یہ عالمی مشن اسلام اور رسول کریمؐ کی عظمت و فضیلت ثابت کرنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر اور کتب شائع کر رہا ہے

مذہبی رواداری کا علم بلند کرنا اس جماعت کا اصول ہے ...... تخریبی کاموں اور غیر قانونی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے یہ اپنے پیروکاروں کو سختی سے منع کرتی ہے لیکن عدل و انصاف اور صلح و آشتی کے ذریعہ غیر منصفانہ حکومت کی اصلاح کرنا بھی اپنا فریضہ سمجھتی ہے"۔

اسی طرح اخبار ماتر بھومی [illegible] صدر صاحب استقبالیہ کمیٹی سے مذکورہ بیان کے علاوہ اپنی [illegible] کی اشاعت میں جماعت کی غرض و غایت اور [illegible] تبلیغی و عملی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے [illegible] کیا۔ عدم گنجائش کی بناء پر ہم اُسے قارئین بدر کے سامنے [illegible] ہے۔

وسیع پیمانہ پر تبلیغ۔ کانفرنس کی تاریخ کے پندرہ دس روز قبل ہی کرونا گاپلی اور اس سے ملحقہ پانچ اضلاع میں وسیع پیمانہ پر اشاعت لٹریچر اور تبلیغی مہم کا آغاز کیا گیا۔ جس کے لئے کالیکٹ جیسے دور دراز علاقوں سے مستعد نوجوانوں نے مسابقت کی روح کا مظاہرہ کیا۔ پڑھے لکھے، اور نہایت قیمتی لباسوں میں ملبوس ان نوجوانوں کا اپنے سروں پر کتابوں اور لٹریچر کا بارِ گراں اُٹھا کر یا کتابوں سے لدے ہوئے ٹھیلے کھینچتے ہوئے شہر بشہر اور قریہ بہ قریہ گھومتے رہنا اور اس طرح تشنہ روحوں تک پیغام حق پہنچانا ایک ایسا ایمان افروز نظارہ تھا جو کبھی فراموش نہ ہو سکے گا۔

یہ نوجوان اپنے ساتھ ٹیپ ریکارڈنگ مشینیں بھی لے گئے تھے شہر کے جن حصوں میں جہاں بھی لوگوں کا ہجوم دیکھتے ٹیپ ریکارڈ پر منٹ کر کے تحریک احمدیت کا تعارف اور اس کے لٹریچر کی تفصیل اس کے ذریعہ لوگوں تک پہنچاتے اور اس طرح کتابیں فروخت کرتے۔ ان تمام سرگرمیوں کو چلانے کے لئے جماعت احمدیہ کرونا گاپلی کے ایک مستعد نوجوان محمد سلیم صاحب کی زیر قیادت باقاعدہ ایک Volunteer Corps بنایا گیا۔

اسی اثناء میں کونام شہر میں ۱۰ تا ۱۰ اپریل کا ایک تاریخی پانچ روزہ جلسہ منعقد ہوا جس میں شرکت کے لئے ملک کے دور دراز علاقوں سے ہزاروں مندوبین آئے۔ اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جلسہ گاہ کے قریب ہی سٹال کرایہ پر لیا گیا۔ اور اس طرح نہایت وسیع پیمانہ پر اونچی سطح کے لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔

واضح رہے کہ ان چند دنوں کی کوشش سے منفعت کے علاوہ ہمارے نوجوانوں نے چودہ سو روپے کا لٹریچر نقیتاً فروخت کیا۔ جبکہ کچھ ہی عرصہ قبل کوئی بھی شخص احمدیہ لٹریچر کو خریدنا تو کجا مفت بھی لینا گوارا نہ کرتا تھا۔

جلسہ گاہ

کانفرنس کے انعقاد کے لئے مکرم محی الدین کنجو صاحب صدر جماعت احمدیہ کے [illegible] واقع وسیع میدان [illegible] کیا گیا۔ جس کا نام [illegible] نگر رکھا گیا۔ (اب بفضلہ تعالیٰ اس علاقہ کا نام ہی مسیح نگر پڑ گیا ہے) جلسہ گاہ کے لئے ایک وسیع و عریض اور نہایت جاذب نظر پنڈال بنایا گیا جس میں ۵۰۰ کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔ اور پنڈال کے سامنے مین سڑک پر ایک بلند گیٹ تیار کیا گیا پنڈال میں داخل ہونے کیلئے مزید ایک گیٹ تیار کیا گیا جسے رنگ برنگ قمقموں اور ٹیوب لائٹوں سے آراستہ کیا گیا۔ اسٹیج پر [illegible] اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض" کے الیکٹرک بورڈ بڑے حروف میں تیار کر کے فٹ کئے گئے۔ اس طرح سٹیج بھی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اور نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا۔

کانفرنس کا افتتاح

اس کانفرنس کی صدارت کے لئے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ کو اور افتتاح کے لئے مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کو مدعو کیا گیا تھا لیکن محترم سیٹھ صاحب کی طرف سے کانفرنس میں شمولیت نہ کر سکنے کی اطلاع ملنے پر اس کا افتتاح محترم شریف احمد امینی نے فرمایا

پہلا اجلاس

مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ شام کے ساڑھے سات بجے کانفرنس کا پہلا اجلاس مکرم صدیق امیر علی صاحب [illegible] مگر ان کی صدارت میں [illegible] مکرم ایس ای زین الدین صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد صالح صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی نے استقبالیہ تقریر فرمائی۔ موصوف نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کرانے کے بعد مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت کرتے ہوئے اس کی تشریح بیان فرمائی۔ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب۔ یعنی اُن بندوں کو جو باتوں کو سنتے ہیں [illegible] اس میں سے احسن [illegible] یہ بشارت دے کہ ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں آپ نے سامعین سے پر جوش انداز میں تقاریر کو بغور سننے کیلئے خوشنما رنگ میں اپیل کی۔

اس کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ میرا تجربہ ہے کہ اس قسم کی کانفرنسیں تبلیغ کی وسعت سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت اور جماعت کی ترقی میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ان سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ دوران تقریر فاضل مقرر نے بتایا کہ مجھے اس علاقہ میں آنے کے کئی مواقع ملے ہیں۔ کئی [illegible] کی بناء پر ہمیشہ ہی مجھے یہاں آنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ موجودہ دور علم و روشنی کا زمانہ ہے۔ میں غیر از جماعت دوستوں میں بھی ایک نئی تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ گذشتہ سال جب حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یہاں تشریف لائے اور کانفرنس کا انعقاد ہوا تو بعض مسلم دوستوں نے چند غلط فہمیوں کی بناء پر نعرے اور حملے [illegible] گڑبڑ پیدا کرنے کی منظم کوشش کی تھی لیکن اس وقت اس کے برعکس فضا رہی بہت بدلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ مزید یہ کہ [illegible] مرتبہ کیرالہ منسٹ کے کم [illegible] نے جماعت احمدیہ کی تعلیم [illegible] کے مسلک کو [illegible] پیش کرنے [illegible] ملی [illegible] جلسہ حق پسندی کا ثبوت دیا۔ [illegible] ہم بھی از حد ممنون ہیں۔

موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف پیدا شدہ بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے جماعت کے عقائد کی صحیح بیان فرمائے اور نہایت ہی [illegible] انداز میں سامعین کو بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا کے سامنے ایسا طرز زندگی پیش کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے [illegible] کامیابی و کامرانی سے نوازتا چلا جا رہا ہے۔ تقریر کے آخر میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] اس روح پرور خطاب کا ایک [illegible] کے سامنے پڑھ کر اپنی تقریر کو [illegible] منظور نے [illegible] ارشاد فرمایا تھا۔

بعد ازاں مکرم محمد ابو [illegible]

محترم حضرت مولانا محمد [illegible] کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا [illegible] نے خاص طور پر [illegible] بستر علالت پر [illegible]

[illegible]

محترم مولانا صاحب [illegible]

[illegible]

کی خدمات بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بعدہٗ مکرم عبدالوہاب صاحب ایم۔ اے نے کیرالہ سنٹرل کمیٹی کی طرف سے شائع کردہ سیدنا حضرت امیرالمومنین کے سفر یورپ پر مشتمل خوبصورت تصاویر، مختلف یورپین [illegible] حضور ایدہ اللہ کا دورہ [illegible] میں فرمودہ تقریر اور دیگر کئی خصوصیات سے آراستہ ایک کتاب کا اجراء فرمایا۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے اپنی ابتدائی صدارتی تقریر میں احمدیت کی صداقت بیان کرتے ہوئے اپنے قبولِ احمدیت کا ذکر نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ اور آخر میں ولادت کو بتوا اول کا حربہ کے مطابق عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

اسلام اور امن عالم

اس کانفرنس کی پہلی تقریر مکرم محمد صاحب ایم۔ اے لیکچرار دیس۔ [illegible] کالج کینانور نے کی جس میں آپ نے عالمی امن کی خاطر اسلام نے جو تعلیم اور اصول دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ انہیں دلکش پیرائے میں سامعین کے سامنے بیان کیا۔

آخری زمانے کی علامات

دوسری تقریر محترم مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ انچارج کیرالہ سٹیٹ کی تھی۔ آپ قرآن کریم میں بیان فرمودہ زمانے کی موعود پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے خروج دجال۔ یاجوج ماجوج اور مسئلہ فلسطین وغیرہ علامات پر مفصل رنگ میں روشنی ڈالی۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم محمد یوسف صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے موضوع پر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر کے شروع میں اسلام کی نشاۃ اولیٰ اور اس کے زوال کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اس کی نشاۃ ثانیہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشاۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ مقدر فرمائی ہے اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ کس طرح ظاہر ہو رہی ہے۔

بعدہٗ مکرم محمد [illegible] صاحب نے تمام مقررین اور [illegible] سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس طرح رات کے قریباً ایک بجے [illegible] کا پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۶۷ء بروز اتوار ۲ بجے زیر صدارت محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب اس کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اجلاس کی کارروائی آغاز پذیر ہوئی۔

مذہب اور انسان

پہلی تقریر مکرم ایم عبدالرحمٰن صاحب ایم۔ اے کی مذہب اور انسان کے موضوع پر تھی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں مذہب کے ذریعہ دنیا میں رونما ہونے والے ثقافتی۔ تمدنی اور تعمیری انقلابات وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔ اور مذہب کے [illegible] کئے جانے والے اعتراضات کا مدلل و تسلی بخش جواب دیا۔

اسلام

دوسری تقریر "اسلام" کے موضوع پر ایک غیر مسلم سکالر مسٹر پرابا پربھاکر M.A. B.ED نے کی۔ آپ نے بتایا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ میرا عزت و احترام کا دیرینہ تعلق ہے۔ یہی کشش تھی جو مجھے اس کانفرنس میں کھینچ لائی۔ لفظ مسلم کے معنی اطاعت کرنے والے کے ہیں اور ان معنوں کی رو سے میں بھی ایک مسلمان ہوں۔ آپ نے بتایا کہ کسی مذہب کے متعلق تحقیق کرنے کے لئے چار امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے (۱) خدا کے متعلق اس مذہب کا رویہ کیا ہے (۲) مخلوق کے بارے میں اس کی تعلیم کیا ہے (۳) انسان کی رہنمائی کے لئے وہ کیا ضابطہ حیات پیش کرتا ہے اور (۴) نجات کے لئے وہ انسان کے سامنے کیا طریقہ بیان کرتا ہے

آپ نے اپنی تقریر میں متعدد مرتبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم۔ اس کی رواداری اور اتحاد ما بین الاقوام کے لئے اس کی کوششوں کو سراہا۔

تامل تقریر

بعض احباب کی خواہش پر جماعت احمدیہ مدراس کے سیکرٹری تبلیغ اور تامل زبان کے بہترین مقرر مکرم محی الدین علی صاحب نے سلیس تامل زبان میں نہایت عمدہ اور برجستہ تقریر کی جس میں آپ نے اپنے قبول احمدیت کی داستان دلچسپ پیرائے میں بیان کرتے ہوئے صداقت احمدیت کو واضح کیا۔

وفاتِ مسیح ناصری

اس اجلاس کی چوتھی تقریر خاکسار نے وفات مسیح ناصریؑ کے موضوع پر کی۔ خاکسار نے قرآن کریم۔ احادیث اور تاریخی شواہد کی روشنی میں ناقابل تردید دلائل کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی۔ نیز آیت قرآنی واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین کی بنیاد پر حضرت مسیح کا صلیبی واقعہ کے بعد مشرقی علاقوں کا سفر کشمیر میں بود و باش اختیار کرنا اور وہاں ہی وفات پانا وغیرہ امور کو تاریخی حوالوں کے ذریعہ ثابت کیا۔

تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک

آخری تقریر مولانا شریف احمد صاحب امینی کی مذکورہ عنوان پر ہوئی آپ نے آیت قرآنی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی تلاوت کرنے کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی روشنی میں بتایا کہ "مسلمان وہ ہے جو ہماری طرح نماز پڑھے۔ قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے"۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مسلم اور غیر مسلم کو پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی کے طور پر ہے اور اس کی موجودگی میں ہم احمدیوں کا دعوےٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن افسوس کہ موجودہ زمانہ کے ملاؤں کا کہنا ہے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ حالانکہ علیم بذات الصدور خدا تعالیٰ ہے نہ کہ موجودہ علماء۔ ہمارے ایمان اور اسلام کا سب سے بڑا ثبوت ہمارا عملی نمونہ ہے۔ جو ہر سر گرمیاں اور ہمارے کارہائے نمایاں ہیں۔ موصوف نے اس ضمن میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جاری تبلیغی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پرشوکت پیشگوئیوں کو واضح طور پر سامعین کے سامنے رکھا

اختتامی صدارتی تقریر

آخر میں صاحب صدر نے کانفرنس کے نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اور موقعہ محل کے مطابق صداقت احمدیت کے ضمن میں ایک مؤثر تقریر فرمائی۔

بعدہٗ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی نے مندوبین و مقررین کا شکریہ ادا کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ کانفرنس اپنی روایتی شان و شوکت اور پہلے کی نسبت نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

تعارفی و تربیتی اجلاس

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں احمدی احباب کانفرنس کے موقعہ پر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں جن میں کئی نئے بیعت شدہ احمدی ہوتے ہیں ان کے آپس کے تعارف سے ایک ناقابل بیان روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے پہلے بھی ہر سال کانفرنس کے اختتام پر باقاعدہ ایک اجلاس بلایا جاتا رہا ہے۔ اس سال بھی اس کے لئے ایک خاص تعارفی و تربیتی اجلاس مورخہ ۲۱ مئی بروز اتوار صبح ۸½ بجے مکرم صدیق امیر علی صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مکرم محمد صالح صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی نے ایک تعارفی تقریر فرمائی اور سامعین سے مبلغین و عہدیداران کا تعارف نہایت مؤثر انداز میں کرایا۔ بعدہٗ باقاعدہ انتظام کے تحت تمام جماعتوں سے آئے ہوئے نمائندگان کا تعارف کرایا گیا۔ تعارف کی یہ تقریب نہایت ایمان افروز تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت پر برکت عطا فرمائے۔ اور ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی نظر آئیں۔ آمین ثم آمین۔

تحریک دعا

احباب کا تعارف کرانے کے بعد مکرم محمد صالح صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ اور سامعین سے جماعت احمدیہ کرونا گاپلی کے بانی محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل کی دل شفایابی کے لئے پُرزور دعا کی تحریک کی۔ یوں ہی آپ نے مولوی صاحب کا نام لیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ جس کی وجہ سے تمام سامعین پر بھی رقت سی طاری ہو گئی۔ یہ نظارہ احمدیت کے ان مقبول خادم کے تئیں ہر احمدی کی دلی محبت اور جذبہ احترام کا ایک زندہ ثبوت تھا۔

محترم صالح محمد صاحب نے مولانا عبداللہ صاحب کے کرونا گاپلی میں ورود۔ آپ کے خلاف مخالفین کی شورش اور بالآخر ایک فعال جماعت کے قیام کے ذریعہ مولوی صاحب کی کامیابی کا مفصل ذکر کیا اور آخر میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی

[illegible] ایک علمی اور پرسوز اجتماعی دعا
ہوئی۔

وقف جدید

دعا کے بعد مکرم مولوی علی کٹی صاحب معلم وقف جدید نے تمہیدی تقریر کی جس میں آپ نے تحریک وقف جدید کی ضرورت و اہمیت پر مشتمل حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور اور ایمان افروز ارشادات پڑھ کر سنائے۔

سالانہ رپورٹیں

بعد ازاں کیرالہ کی مختلف جماعتوں کے عہدیداران نے اپنی اپنی سالانہ رپورٹیں پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مکرم کنجامو صاحب سیکرٹری تبلیغ صوبائی کمیٹی نے جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ کی گذشتہ تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ دوسرے نمبر پر مکرم [illegible] دی احمد کویا صاحب نے جماعت احمدیہ [illegible] کی کانفرنس سے قبل کی گئی تبلیغی جدوجہد کی رپورٹ نہایت مؤثر رنگ میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم [illegible] کویا صاحب نے جماعت احمدیہ کالیکٹ کی سالانہ تبلیغی رپورٹ سامعین کو پڑھ کر سنائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور جدوجہد کو مزید ترقی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تربیتی تقریر

آخر میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تربیت کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل ایک روح پرور تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ آج تربیتی اجلاس میں دو باتیں نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک تو احباب کا آپس میں تعارف اور دوسرے ہمارے نوجوانوں کا جذبہ خدمت دین اور تبلیغی جوش۔ مختلف جماعتوں سے آنے والے نمائندوں میں سے تقریباً ۹۰ فی صدی نوجوان ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں خدمت دین اور تبلیغ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ الحمد للہ

ان کو بغور [illegible] ان میں اکثر تو مبلغین ہی تھے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ [illegible] کے فضل و کرم سے آنے والے [illegible] لوگ بھی ایمان و یقین کی شمع لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور یہ چیز بتاتی ہے کہ جماعت احمدیہ ایک زندہ اور زندہ کرنے والی جماعت ہے۔ اپنی تقریر کے [illegible] موصوف نے نماز باجماعت [illegible] ادائیگی، سینما بینی کی ممانعت اور رشتہ ناطہ کے بارے میں پیچیدگیوں کا ذکر [illegible] ان کے ازالہ وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔

بیعت

اس موقعہ پر ایک دوست مکرم عبدالرزاق صاحب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور احمدیت کے نور سے زیادہ سے زیادہ منور ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

پریس میں ذکر

کانفرنس کے ہر دو اجلاسوں میں اخبارات کے نمائندے باقاعدہ آتے رہے اور اپنے اپنے اخباروں کے لئے رپورٹیں مرتب کرتے رہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہاں کے تقریباً ۲۳ اخبارات نے ہماری کانفرنس سے متعلق بیانات [illegible] رپورٹیں شائع کیں اور اس طرح لاکھوں انسانوں تک اس روحانی پیغام کو پہنچانے کا ممد ثابت ہوئے۔ یہاں کے کثیر الاشاعت اخباروں میں سے دو اخبار یعنی "ماتر بھومی" اور "منورما" خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنی کئی اشاعتوں میں ہماری کانفرنس کا ذکر کیا اور دو اخباروں نے کانفرنس کی دو بڑے سائز کی تصویریں بھی شائع کیں۔

آخر میں تمام احباب جماعت و بزرگان سے درد مندانہ دعا کی درخواست کرتے ہوئے میں اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈال دے۔ آمین۔

وصایا

نوٹ۔ مندرجہ ذیل وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیں۔
سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

نمبر ۱۳۷۳۲ شیر علی ولد جمشید خان صاحب قوم پٹھان پیشہ تجارت عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۵۵ء ساکن سورو محلہ پٹھانان ڈاک خانہ خاص ضلع بالاسور اڑیسہ انڈیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری آمد و جائیداد ذیل کی ہے جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ [illegible] کرتا ہوں۔ بوقت وفات میری مزید جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میری سالانہ آمد جو ہوگی اس کا حساب کر کے ہر سال اس سے مرکز کو اطلاع دیا کروں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کر دوں۔

۱۔ آمد سالانہ اندازاً تین ہزار روپیہ
۲۔ ایک راس گائے قیمتی -/۱۵۰ روپے
۳۔ نقدی بصورت مال تجارت -/۴۰۰۰
میزان -/۱۵۰ [illegible]

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین۔
العبد شیر علی خاں

گواہ شد سید عبد القدیر صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک ۱۹/۴/۶۸
گواہ شد سید محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور
کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے وکیل المال نزیل سورو ۲۰-۴-۱۹۶۸

نمبر ۱۳۷۰۸ شبیر احمد ناصر ولد مولوی بشیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۴/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس وقت بطور استاد مدرسہ احمدیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں۔ اور مجھے اس وقت مبلغ [illegible] روپیہ ماہوار تنخواہ مل رہی ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ۔ نیز میری آمد کی کمی بیشی پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر کوئی اور میں جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت بھی جو ترکہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد شبیر احمد ناصر ولد مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب (بھارت) ۲۵/۲/۶۸
گواہ شد محمد حفیظ بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان
گواہ شد [illegible] مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور ۲۵/۲/۶۸
کاتب الحروف [illegible] مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۲۵/۲/۶۸

خریداران بدر کے نام کی نئی چٹیں چھپ رہی ہیں اپنا پتہ درست کرا لیں

نئی چٹیں زیر طباعت ہیں اگر کسی دوست نے اپنا پتہ تبدیل کرنا ہو تو چٹ نمبر کا حوالہ دیتے ہوئے انگریزی میں مکمل اور صاف اور خوشخط پتہ لکھ کر منیجر اخبار بدر کو جلد بھجوا دیں یا اگر کسی دوست نے نیا پرچہ جاری کرانا ہو تو وہ بھی آٹھ روپے چندہ سالانہ بھجوا کر مکمل اور صاف خوشخط پتہ انگریزی میں مطلع فرما دیں۔ نوٹ:- اگر کسی دوست کو اخبار نہیں مل رہا تو وہ بھی اطلاع دے کر ممنون فرما دیں۔

(منیجر بدر)

بقایادار افراد اور جماعتیں فوری توجہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم ارشاد

جملہ جماعتہائے احمدیہ کو بجٹ لازمی چندہ جات سنہ ۱۹۶۸-۶۹ء کی اطلاعات بھجوا دی گئی ہیں۔ گذشتہ سال کی وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے مطلع کیا جا چکا ہے۔ جماعتی ترقی کے لئے امر نہایت ضروری ہے کہ بقایا دار احباب کو ہر ممکن طریق سے سمجھا کر وصولی کرنے کی بات کو صاف کیا جائے اور جو افراد باوجود سمجھانے اور تحریک و تحریص کے حالات پر مصر ہوں کی اصلاح کا معاملہ مجلس عاملہ میں پیش کیا جائے۔

گذشتہ مالی سال میں متوقع بجٹ حصہ آمد کے مقابل پر وصولی حصہ آمد میں کمی کا معاملہ سالانہ بجٹ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش ہوا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ :-

"یہ قابل افسوس ہے کہ حصہ آمد میں آمد کم ہوئی ہے۔ اگر موصی صاحبان نے پوری طرح ادائیگی نہیں کی اور اس وجہ سے کمی آئی ہے تو نادہندہ موصیوں کی وصیتیں منسوخ ہونی چاہئیں۔"

حضور اقدس کا یہ ارشاد ایسے بقایا داروں کے لئے ایک تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق بخشی مگر اپنی سستی اور عملی غفلت کی وجہ سے وہ اس قابل سمجھے گئے ہیں کہ نظام وصیت سے خارج کر دیئے جائیں۔ لہٰذا ایسے تمام احباب جماعت اور ایسی جماعتوں کے عہدیداران سے گذارش ہے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے سابقہ غفلت کو چھوڑ کر ہوشیار ہو جائیں۔ اور وقت کی آواز کو پہچان کر اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے وعدہ بیعت کو پورا کرنے سے کوتاہی کا ازالہ فرمائیں۔

جملہ مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احباب جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کر کے قربانی کے اعلیٰ معیار کو پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

جملہ امراء و صدر صاحبان و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱۶۱ معمولی مورخہ ۲۳-۶-۶۸ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہندوستان کی پراونشل انجمنوں کے انتخابات کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ اور مقامی انجمنوں کے صدر صاحبان و امراء صاحبان کو لکھا جائے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ میں یہ معاملہ پیش کر کے اس کی رائے دریافت کریں کہ کیا سابق صوبائی ... نظام جماعتی تنظیم کے لحاظ سے ... اور مفید رہے ہیں اور آئندہ ان کے نزدیک اسے قائم رکھا جانا چاہیے یا نہیں۔

اسی طرح جن صوبوں میں صوبائی نظام نہ ہو ان سے دریافت کر لیا جائے کہ کیا ان کے نزدیک اگر انہیں صوبائی نظام قائم کیا جائے تو کیا جماعتی کام بہتر رنگ میں سرانجام پا سکتے ہیں۔

[illegible] اعلان کی روشنی میں جملہ امراء صاحبان و صدر صاحبان جماعت ہائے ہندوستان اپنی اپنی جماعتوں کا فیصلہ [illegible] صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں ... بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ناظر اعلیٰ قادیان

جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے

وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی نصرت اور اس کے پاک بندوں کی دعائیں حاصل نہیں کر سکتے۔

جس شخص نے خدا کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا یا قوم کے غرباء کی پرورش اور ان کی بہبودی کا خیال رکھا اسے خدا اور اس کے ملائکہ کی نصرت اور اس کے پاک بندوں کی دعائیں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ ان تمام نعمتوں سے محروم رہے گا اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی مول لے گا۔"

پس حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے تحت التماس ہے کہ جملہ جماعتیں اس امر کی ... کریں۔ وقف جدید کے چندہ کی شرح ۶ روپے کم از کم ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ احباب اپنی مالی حیثیت کے مطابق چندہ کی رقوم میں اضافہ کریں۔

وقف جدید کے وعدہ کنندگان کی تعداد میں اضافہ کی دو صورتوں کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

(۱) ہر وعدہ کرنے والا اپنے علاوہ اپنی اہلیہ اور بچوں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ وعدہ لکھوائیں۔

(۲) وہ دوست جو تا حال اس تحریک میں شامل نہیں ان کو حضرت امیر المومنین کے ارشادات سے آگاہ کر کے اس تحریک میں شامل کیا جائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواست دعا

میرا چھوٹا لڑکا عزیز خورشید احمد کامرس فرسٹ ایئر کا امتحان دے رہا ہے۔ جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان اور احباب جماعت سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
محمد سلیمان پراونشل امیر
صوبہ بہار